اشاعت کا اکتیسواں سال
31
Thirty First Years of Publishing

دسمبر
۲۰۲۳ء

ماہنامہ

ارمغان ولی اللہ

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.) www.armughan.net

جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah

₹ 25/-

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۳۱ شمارہ ۱۲ دسمبر ۲۰۲۳ء مطابق جُمادیٰ الاوّل ۱۴۴۵ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاہر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

مدیر

وصی سلیمان ندوی

پتہ

دفتر ارمغان

پُھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-9528157838

9548893624 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ

موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے

❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	شکر گذاری کی عادت ڈالئے!	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	کالج و یونیورسٹی کے مسلم اساتذہ کی ذمہ داریاں	پروفیسر محسن عثمانی ندوی	۱۱
☆	امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی	۱۶
☆	معاملات کی صفائی	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۲
☆	بے میم' مسلمان شاہ سعودی کے نام	جناب سرفراز بزمی	۲۵
☆	والدین، سب سے بڑا رشتہ	قاضی عبدالحی قاسمی	۲۶
☆	مرثیہ بروفات حافظ محمد عبداللہ صدیقیؒ	جناب عبدالرب حماد پھلتی	۲۸
☆	طلبائے مدارس اور ان کی تہذیبی اقدار	مولانا سید احمد اُنیس ندوی	۲۹
☆	سود، انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ	مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۳۳
☆	غزل	جناب ڈاکٹر جمیل مانوی	۳۷
☆	خبروں کی دنیا	محمد سعد ادریس قریشی قاسمی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **دسمبر** سے ختم ہو رہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

عشق میں اس سے کروں گا جسے اردو آئے

چند تجاویز اردو کی بقا کے نام

ہماری پیاری اردوزبان دنیا کی بڑی زبانوں میں سے ایک ہے، ہندوستان کی بائیس قومی زبانوں کی فہرست میں یہ زبان بھی شامل ہے،لیکن اپنی چاشنی، حلاوٹ، مٹھاس اور نغمگی کے لحاظ سے یہ ہمارے ملک کی تمام زبانوں پر بھاری ہے،اس میں مشکل مضامین کو بیان کرنے اور راز کائنات کو خوب صورت مرقع میں پیش کرنے کی جو صلاحیت ہے، وہ بے مثال ہے، اور مختلف دوسری زبانوں کے ماہرین بھی اردو کی اس اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

اردو زبان کا رشتہ ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ بھی بہت گہرا ہے،اور اپنی قامت اور قیمت دونوں لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے، ماہ و سال کے لحاظ سے بھی یہ زبان کئی صدیوں سے ہمارے رابطے میں ہے،اور مقدار کے لحاظ سے بھی ہمارا بہت بڑا دینی، علمی،اور تہذیبی سرمایہ اسی زبان میں محفوظ ہے،اردو زبان میں تحریر کیا گیا ہمارا یہ علمی سرمایہ اتنا زیادہ ہے کہ اسے کسی اور زبان میں منتقل کرنا بھی ممکن نہیں،اور نہ ہی اتنے بڑے سرمایہ سے دست بردار ہونے کی کوئی گنجائش ہے۔اس لحاظ سے ہندوستانی مسلمانوں کی مجبوری ہے کہ وہ اس زبان کو اپنی زبان سمجھیں اور اس کی حفاظت کی ہر ممکن فکر کریں۔

آج کے دور میں مشاعروں کے فروغ اور وسائل طباعت کی فراوانی کے باعث اردو کی حکم رانی ملکی سرحدوں کو توڑتی ہوئی مسلسل آگے بڑھ رہی ہے،اور یورپ، امریکہ، کناڈا،اور جاپان کے علاوہ دنیا بھر کے اکثر ملکوں میں اس کا دائرہ کار بڑھ رہا ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خود ہمارے گھروں سے اردو رخصت ہو رہی ہے، ہمارے شادی بیاہ اور تقریبات کے دعوت نامے اب اردو میں نہیں آتے، ہماری دکانوں کے بورڈ، ہورڈنگ اور بینر اب اپنی مادری زبان میں نہیں لکھے جاتے، حد یہ ہے کہ اب قبروں پر لگائے جانے والے لوحِ مزار بھی ہندی میں لکھے جانے لگے ہیں۔اور ہماری پیشانیوں پر کوئی بل نہیں ہے، ہمارے لبوں پر اس کے لئے نہ کوئی داد ہے نہ کوئی فریاد۔

ہمارے اردو کے اخبارات و رسائل دم توڑتے جا رہے ہیں،ان کو اپنی زبان کے قارئین میسر نہیں ہوتے ہیں، ہماری کتابیں محدود حلقے میں پڑھی جاتی ہیں اور بہت کم مقدار میں چھاپی جاتی ہیں،اس طرح اردو سے غفلت کے باعث ہماری زبان کے ساتھ ہمارا تہذیبی سرمایہ،اور ہماری علمی روایات سخت خطرے میں ہیں،اور ہم سب کو اس سلسلہ میں فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔ایک دردمند صاحب قلم مولانا قمر الزماں ندوی نے اردو کی بقا کے سلسلہ میں کچھ کام بتائے ہیں یہاں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ زبان زندہ رہے اور اس کے ذریعہ سے ہماری تہذیب، شناخت باقی رہے اور ہمارے علمی ورثہ کی حفاظت ہو تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اردو کے تحفظ کے لیے اور اس کی حفاظت کے لیے تن من دھن سے کوشش کریں اور اس

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

زبان کو زندگی اور تابندگی بخشنے کے لیے وہ سب کچھ کریں، جو اس کے لیے ضروری ہے۔انفرادی اور اجتماعی طور پر کیا کوششیں ہوسکتی ہیں ان میں سے چند باتیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں :

اردو کتابوں کے مطالعہ کا ہم سب اہتمام کریں، گھر والوں کو بھی اس کا پابند اور مکلّف بنائیں۔ اپنے گھر میں یا ہم جہاں کہیں رہیں اردو بولنے کا اہتمام کریں، بلکہ اردو زبان میں ہی گفتگو کریں۔ اور گھر کے تمام افراد کو بھی اس کی تاکید کریں۔ گھر میں اردو کتابوں کا بڑا ذخیرہ رکھیں جس کے مطالعہ سے دینی اور ادبی معلومات میں اضافہ ہو۔ ہر گھر میں اردو کی کئی لغتیں اور ڈکشنریاں ہوں۔ خاص طور پر فیروز اللغات، لغات کشوری، فرہنگ آصفیہ اور قومی لغات وغیرہ

کم از ایک اردو روزنامہ اخبار ایک ہفتہ واری اخبار اور ایک ماہنامہ مجلّہ ضرور جاری کروائیں اور اہتمام سے اس کا سارے لوگ مطالعہ کریں۔ ادبی اور شعری نشستوں کا اہتمام بھی اردو کے فروغ میں بہت مؤثر ہے اس لیے اس کا بھی اہتمام ہم سب کریں۔ اور وقفہ وقفہ سے ادبی پروگرام منعقد کریں، اپنی دکانوں کے بورڈ اردو میں بھی لکھوائیں اور اس کی تشہیر کے لیے جو پمفلٹ شائع کریں اس کو اردو میں بھی لکھوائیں، ہر آبادی میں اردو لائبریری کے قیام کی فکر کریں، کیونکہ اس سے پڑھنے لکھنے اور مطالعہ کا ماحول بنے گا

اردو کے نام پر بحال ملازمین اور حضرات اساتذہ اردو زبان کی ترقی کے لیے ضرور کوشش کریں۔ کیونکہ وہ ان کی روزی روٹی کا ذریعہ ہے۔ جن محکموں میں اردو میں درخواست دی جاسکتی ہے اور وہاں اردو مترجمین بحال ہیں وہاں ضرور ہم اردو میں درخواست پیش کریں۔ جن اسکولوں میں اردو یونٹ نہیں ہے وہاں اس کے لیے بااثر لوگ کوشش کریں اور جہاں پہلے سے یونٹ موجود ہے لیکن اساتذہ نہیں ہیں، جگہ خالی ہے، اس جگہوں کے پر کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ اردو کی ترقی کے لیے جو کمیٹیاں اور انجمنیں ہیں وہ اردو کے فروغ کے لیے جی جان لگا کر کوشش کریں۔

جو لوگ اردو کی خدمت کررہے ہیں، مصنف ہوں یا مؤلف، ادیب ہوں یا شاعر، مترجم ہوں یا صحافی، ہم ان کی مالی اعانت بھی کریں اور ان کو اسناد اور طمغے سے بھی نوازیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ جی جان لگا کر اس کی خدمت میں مصروف رہیں۔ ہر گھر میں بچوں کے لیے بھی لائبریری قائم کریں جہاں ادب اطفال یعنی بچوں کے ادب پر جتنی کتابیں ہیں ان کو ضرور اکھٹا کریں۔ مائل خیر آبادی، طالب ہاشمی، عقیدت اللہ قاسمی، شفیع نیر، حکیم محمد سعید دھلوی اور ابو المجاہد زاہد جیسے لوگ بچوں کے مشہور ادیب ہیں۔ ان کی کتابوں کو خریدیں اور بچوں کو انہیں پڑھنے کا مکلّف بنائیں۔ اپنے بچوں کو حفظ اس وقت کرائیں جب ناظرہ کے ساتھ اردو ٹھوس ہوجائے۔ اس سے پہلے حفظ میں داخلہ نہ کرائیں۔ نیز اپنے بچوں اگر کانونٹ میں تعلیم دلوا رہے ہیں تو اس کے لئے الگ سے ان کی اردو کی تعلیم کا بھرپور انتظام کریں اس کے لیے اتالیق رکھیں۔ آیئے ہم سب مل کر اردو کی بقا کے لئے اپنے حصہ کا کام کرنے کا عہد کریں، اور موجودہ بے حسی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اور یہ اعلان کریں:

چاند چہرے مجھے اچھے تو بہت لگتے ہیں
عشق میں اس سے کروں گا جسے اردو آئے

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شکر گزاری کی عادت ڈالئے

حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کا ایک پرانا مضمون قند مکرر کے طور پر پیش ہے

عافیت کی تلاش :

ہر انسان خواہ وہ کسی ملک کا رہنے والا ہو اور کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو عافیت چاہتا ہے، اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر مشکل، مصیبت اور پریشانی سے بچا رہے، دین اسلام جو دین فطرت ہے اور جس میں انسانیت کے فطری تقاضوں کا بے حد خیال رکھا گیا ہے اس میں بھی عافیت محمود بلکہ مطلوب ہے۔

پیارے نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کئی مرتبہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی خاص دعا بتادیں، آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ اپنے لئے عافیت اللہ سے مانگو۔ (مسند احمد/ احادیث العباس بن عبدالمطلب) اس دعا کے الفاظ ابوداؤد اور دوسری کتب احادیث میں یہ وارد ہوئے ہیں:

اللّٰھُم إنی اسئلک العفو والعافیة فی الدنیا والآخرة اے اللہ میں معافی کی درخواست کرتا ہوں اور دنیا وآخرت میں عافیت چاہتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین نے بھی انسان کے فطری تقاضے اور ضرورت کا خیال فرما کر عافیت کی طلب کا حکم دیا ہے اور فضول میں اپنے کو مشکل و پریشانی یا مشقت میں مبتلا کرنے سے روکا ہے

مشکلات کی دو قسمیں

پہلی قسم : وہ پریشانی، مشکل، غم یا خلاف مزاج امور جو انسان کو پیش آتے ہیں وہ دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو وہ پریشانی، مشکل مشقت یا تکلیف ہے جس کا بدلہ انسان کو ملتا ہو یا ملنے کی امید ہو، ایسی پریشانی اور مشکل سے انسان پریشان نہیں ہوتا۔ اس پر انسان کو گو طبعی طور پر تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر عقلی اور قلبی طور پر اس کو پریشانی یا تکلیف نہیں سمجھتا، بلکہ بدلہ اور اجر یا نفع ملنے کی امید میں اس کو ایسی تکلیف میں ایک طرح کا مزہ آتا ہے۔

ملازم پیشہ حضرات کو بعض مرتبہ کام کی زیادتی کے وقت دفاتر یا فیکٹریوں میں فاضل وقت (اور ٹائم) میں کام کرنا پڑتا ہے جس کی دوگنی اجرت دی جاتی ہے، دن بھر کا تھکا ہارا مزدور یا ملازم بخوشی اس ٹائم میں کام کرتا ہے۔

کسان سخت گرمی یا سردی کے موسم میں اچھی پیداوار کی امید میں ایسے وقت جب لوگ آرام کرتے ہیں سخت مشقت اور تکلیف اُٹھاتا ہے، مگر کبھی اس مشقت پر اپنی پریشانی یا تکلیف کا اظہار نہیں کرتا۔

خاص تہوار وغیرہ کے موقع پر تاجر حضرات کو بھی اس سے واسطہ پڑتا ہے، صبح سویرے دوکان کھولنی ہے گھر میں چائے ناشتہ بھی نہیں کر سکتے، گاہکوں کے آنے کا خیال، گاہکوں کی لائن لگی ہوئی ہے، صبح سے شام، شام سے رات ہوگئی پھر رات تک ٹھیک سے کھانا پینا تو درکنار بیٹھنا بھی میسر نہیں آتا، ایسے میں کوئی سمجھدار اس دوکاندار کے حال پر ترس کھائے اور اس سے کہے کہ آپ کو بڑی زحمت ہوگئی، کل صبح کو میں ہر آنے والے گاہک کو دوسری دوکان پر روانہ کردوں گا تو آپ کو آرام مل جائے گا، ظاہر ہے کوئی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بھی صاحب عقل دوکان دار اس کو ہرگز گوارہ نہیں کرے گا، ملازم کسان اور دوکان دار اتنی زیادہ مشقت کو راحت سمجھ کر بخوشی برداشت اس لئے کر رہا ہے کہ اس کو اجرت، پیداوار اور نفع حاصل ہونے کی امید ہے۔

مشکلات کی دوسری قسم

دوسری طرح کی پریشانیاں، تکالیف اور مشکلیں وہ ہیں جو انسان کو سزا کے طور پر ملتی ہیں اور جن پر آئندہ کسی قسم کے بدلہ کی امید بھی نہیں، ایسی پریشانیوں کو شریعت میں عذاب کہا جاتا ہے۔

انسان کو ان پریشانیوں اور تکالیف میں اذیت اور عقلی اور قلبی ایذا ہوتی ہے جو اس کو عذاب کے طور پر پیش آتی ہے، اس لئے ان پریشانیوں، غموں اور تکالیف سے انسان عافیت اور نجات چاہتا ہے۔

پریشانیوں سے حفاظت کا ایک نسخہ

قرآن کریم میں اس عذاب سے بچنے کے لئے ایک بہت سہل اور اکسیر اعظم نسخہ ارشاد فرمایا گیا ہے، اور بہت ہی پیارے انداز میں رب کریم نے اپنے بندوں سے اس عذاب سے بچنے کا طریقہ ارشاد فرمایا ہے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَ آمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِراً عليماً. (سورۃ النساء ۷/ ۱۴)

اللہ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ ، اور اللہ بڑی قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں.

انداز بیان کیسا پیارا اختیار فرمایا ہے کہ اللہ تعالی تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے، یعنی عذاب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اگر تم شکر گزاری کرتے رہو گے ایمان کے ساتھ، اور اللہ تعالی بڑے قدردان اور جاننے والے ہیں، ایمان تو ہر عمل کے لئے شرط لازمی ہے، ایمان کے ساتھ شکر گزاری کرنے والوں کو اللہ تعالی ہرگز عذاب نہیں دیں گے، گویا عذاب سے بچنے کا بہت آسان نسخہ یہ ہے کہ آدمی شکر گزار بن جائے ، پریشانیوں، مصیبتوں یعنی عذاب سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان شکر گزار بن جائے۔

مگر انسان ناشکرا واقع ہوا ہے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان مبارک سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالی جب کسی بندہ کو مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں اور وہ بندہ اس پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور سے شکوہ نہیں کرتا تو اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بندے کی مصیبت پر اجر کو بڑھادو، اور اس مصیبت کو عافیت وراحت میں بدل دو۔

اس کے برعکس جب بندہ مصیبت پر صبر کرنے اور صرف اللہ تعالی سے شکوہ کرنے کے بجائے دوسروں کے سامنے شکوہ کرتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اس کی مصیبت کے اجر کو ختم کردو اور اس کی تکلیف کو بڑھادو۔ (ماجزع عبد علی اللہ عزوجل إلا ازداد البلاء علیہ شدۃ) کمافی بغیۃ الحارث عن کعب)

اس کے باوجود انسان کو ذراسی تکلیف یا دقت ہوتی ہے تو بندوں سے اس کا شکوہ کرتا اور رونا روتا ہے حالانکہ اللہ تعالی کے علاوہ بندوں کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار بالکل بے سود ہے، بلکہ انسان اکثر جب اللہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے اپنے مسائل اور پریشانیوں کا ذکر کرتا ہے تو لوگ اس انسان سے بچنے لگتے ہیں۔حق یہ ہے:

اپنی مجبوریوں کا زمانہ سے کیوں
تذکرہ کرکے رسوائیاں مول لیں
کیوں نہ ہم کھٹکھٹائیں در عزوجل
جو جہاں کا ہے مشکل کشا دوستو

نعمتوں کا احساس تک نہیں

انسان کا حال یہ ہے کہ رات میں ہر لمحہ اس پر لاکھوں بلکہ لاتعداد اللہ تعالی کی نعمتیں بارش کی طرح برستی رہتی رہیں، ان کے بارے میں رب کریم کا خود ارشاد ہے:

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ .(سورہ نحل ۱۸)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرنے لگو تو گن نہیں سکتے بے شک انسان بڑا ظالم اور نافرمان ہے۔

لیکن انسان کبھی ان نعمتوں کا ذکر بھی نہیں کرتا بلکہ اُن میں سے بہت سی نعمتوں کے نعمت ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا، ان کا تذکرہ تو دور کی بات ہے۔ اور ذرا سی پریشانی یا مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو ہر وقت اس کا شکوہ ہر ایک سے کرتا پھرتا ہے، جہاں دیکھئے ہر آدمی حددرجہ پریشان ہے بلکہ ہر آدمی کا یہ کہنا ہے اور اس کا خیال ہے کہ میں دنیا کا سب سے پریشان آدمی ہوں، گویا حددرجہ ناشکری اور کفران نعمت انسان پر سوار ہے، کتنی کتنی، کیسی کیسی بے شمار نعمتوں کو انسان استعمال کرتا ہے اور کبھی شکر کی توفیق نہیں ہوتی، اللہ تعالی نے انسان کو آنکھیں عطا فرمائیں یہ آنکھیں اور بینائی کس قدر عظیم نعمت ہیں، ایک آنکھ کوئی شخص کسی انسان سے کروڑوں روپے کی خریدنا چاہے تو معمولی عقل کا آدمی بھی فروخت نہیں کرسکتا، آپ جو آنکھ کروڑوں روپئے کی نہیں دے سکتے، کبھی خیال آیا کہ اللہ تعالی نے بغیر طلب کے ہمیں عطا کی ہے، اس کا کس قدر شکر واجب ہے، آنکھ تو بڑی چیز ہے آنکھ کے اوپر پلکیں اور ان کا جھپکنا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اگر ایک دن ایک رات انسان پلکیں جھپکنا بند کردے تو آنکھ کی بینائی جاتی رہے، آنکھ میں صرف رنگوں کی تمیز کرنے کے لئے اللہ تعالی نے سات لاکھ (sales) سیلس اکائیاں بنائی ہیں، ان سے انسان آنکھ کھول کر رنگوں کی تمیز کرتا ہے اس پر بھی انسان کو شکر کی توفیق نہیں ہوتی۔

چند سال پہلے ایک صاحب اپنی بیٹی کو لے کر ہمارے یہاں تشریف لائے، بہت اضطرار کے ساتھ اپنی پریشانی کا ذکر کیا، اور دعا کو کہتے رہے، پریشانی یہ تھی کہ ان کی بیٹی کی آنکھوں سے آنسو خشک ہوگئے تھے، انھوں نے بتایا کہ تھوڑی تھوڑی دیر پر ان کو مصنوعی آنسو آنکھ میں ڈالنے پڑتے ہیں، اگر تھوڑی دیر غفلت ہوجائے تو آنکھوں میں زخم ہوجاتے ہیں، ہم نے کبھی سوچا کہ کیسی بے تکلفی کے ساتھ اپنی آنکھوں اور پتلیوں کو گھماتے ہیں، کون ان میں گریسنگ کرتا ہے آنکھ کے اندر ایک غدود (gland) اللہ تعالی نے بنائی ہے جس سے مسلسل پانی رستا رہتا ہے اور آنکھ تر رہتی ہے، صرف یہ غدود اور اس کا نظام کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے خراب ہوجانے کی وجہ سے زندگی دوبھر ہوجائے۔

جدہ میں مقیم ایک دوست نے گزشتہ سال اپنے بھائی کی علالت کا ذکر کیا، انسان کے گلے میں دو نالیاں ہیں ایک سے سانس لیتے ہیں، اور دوسرے سے کھانا پانی جاتا ہے، خون کی نالیاں اُن سے الگ ہیں، آدمی نے کھانا کھایا اور پانی پیا پھر آدمی کی کھانے والی نالی بند ہوجاتی ہے، اب یہاں تالہ لگ جاتا ہے کہ کھانا کھا کر یا پانی پی کر آدمی لیٹ جائے تو قطرہ باہر نہیں نکل سکتا، ان صاحب کا یہ لاک (valve) خراب ہوگیا ہے، اس کی وجہ سے وہ لیٹ نہیں سکتے، لیٹتے ہیں تو پیٹ کا سارا فضلہ منہ کے راستہ باہر آجاتا ہے، صرف آرام کرسی پر سو سکتے ہیں۔

کبھی ہم نے خیال کیا کہ یہ آنکھوں کے آنسوؤں کا نظام اور یہ کھانے کی نلی کا بند ہوجانا، اور خود کھانے کا سانس کی نلی میں جانے دینے کا نظام اللہ تعالی کی کیسی بڑی نعمت ہے ؟

ایک سلطنت کی قیمت

ہارون رشید اپنے زمانہ کے کسی بزرگ سے ملاقات کے مشتاق تھے مگر وہ بزرگ ملنا نہیں پسند کرتے تھے، ایک روز ہارون رشید اچانک خدمت میں حاضر ہوئے، اُن بزرگ سے دعا کی درخواست کی اور نصیحت طلب کی، حضرت نے دعا بھی کردی، اور عدل وانصاف کرنے اور ظلم نہ کرنے اور آخرت میں جوابدہی کا خیال رکھنے کی نصیحت کی، ہارون رشید نے درخواست کی کہ حضرت میں آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کچھ قبول فرمالیں، ان بزرگ نے عرض کیا کہ میری ضرورت اور پسند کا خیال رکھنے والا میرا رب میری ضرورتیں خود پوری کرنے والا ہے مجھے اور ضرورت نہیں، ہارون رشید نے اصرار کیا تو ان بزرگ نے بطور نصیحت فرمایا کہ: تیرے پاس کیا چیز ہے جو مجھے دے گا ؟

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہارون رشید نے عرض کیا: ساٹھ فیصدی دنیا پر میری خلافت ہے، حضرت آپ فرماتے ہیں کہ تیرے پاس ہے ہی کیا جو تو مجھے دے گا، ان بزرگ نے فرمایا کہ انصاف سے بتاؤ کہ اگر بالفرض تو بیمار پڑ جائے اور تجھے پیشاب کا بند لگ جائے اور پورے ملک کے اطباء علاج کر کے عاجز آ جائیں اور تجھے شفا نہ ہو اور تو یہ سمجھے کہ موت تیرے سر پر آ گئی ہے، ایسے میں ایک وزیر تجھے یہ خبر دے کہ کوئی طبیب تیرا علاج کر سکتا ہے مگر علاج بہت مہنگا کرتا ہے تو کیا تو اس طبیب کو بلوائے گا؟ خلیفہ نے عرض کیا ضرور بلاؤں گا، بزرگ نے فرمایا طبیب صاحب آ گئے اور بولے علاج تو سو فیصد ہو جائے گا مگر علاج بڑا مہنگا ہے۔ اس علاج کے عوض تجھے آدھی سلطنت دینی پڑے گی۔ انصاف سے بتا کہ کیا تو علاج کرائے گا؟ خلیفہ نے عرض کیا کہ ہر قیمت پر علاج کراؤں گا، بزرگ نے فرمایا علاج شروع ہوا فائدہ ہوا اور پیشاب کا بند کھل گیا آدھی سلطنت طبیب کو حسب وعدہ دیدی، مگر ایک مشکل پیش آئی کہ اب پیشاب رکتا نہیں مسلسل جاری رہتا ہے، مسجد جائیں تو جاری، دربار میں ہوں تو جاری، شرم کی وجہ سے گھر سے نکلنا بند ہو گیا، اس مرض کے لئے بھی طبیبوں سے رجوع کیا گیا، مایوس ہو کر پھر اس طبیب کو طلب کیا، طبیب حاضر ہوا اور کہا علاج تو سو فیصد ہو جائے گا مگر علاج مہنگا ہے اس علاج کے عوض باقی آدھی سلطنت بھی دینی پڑے گی، اے خلیفہ انصاف سے بتا کہ کیا علاج کرائے گا؟ بادشاہ نے کہا: بے شک ضرور علاج کراؤں گا۔ حضرت نے فرمایا: تیرے پاس کیا ہے؟ اور تیری سلطنت کی قیمت کیا ہے؟ ایک دفعہ کا پیشاب آنا اور ایک دفعہ کا پیشاب رکنا۔

پیشاب آنا اور رکنا بھی نعمت ہے

غور کیجئے ایک دفعہ کا پیشاب آنا اور ایک دفعہ کا پیشاب رکنا ایسی قیمتی نعمت ہے کہ ہارون رشید کی دنیا کے ساٹھ فیصد حصہ پر پھیلی ہوئی حکومت اس کی قیمت ہوتی ہے، صبح سے شام تک کتنی مرتبہ پیشاب رکا رہا، اور کتنی مرتبہ پیشاب آیا، کبھی ہمیں خیال آیا کہ یہ پیشاب کا آنا اور رُکنا بھی اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے، جس پر شکر واجب ہے حالانکہ پیارے نبی ﷺ نے اس شکر کے لئے پیشاب کرنے کے بعد ایک خاص دعا تلقین فرمائی ہے:

الحمد لله الذی اذهب عنی الأذی وعافانی .

(سنن ابن ماجہ باب ما یقول إذا خرج من الخلاء) اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت دی۔

سانس کا آنا جانا کتنی بڑی نعمت ہے اور مشکل کے ساتھ سانس کا آنا بھی نعمت ہے، اس کی قدر اس سے پوچھئے جس کا سانس بالکل رک گیا ہو، کیا ہم نے کبھی اس کا شکر ادا کیا؟

ہم زبان سے ذائقہ چکھتے ہیں، اس زبان میں ساٹھ ہزار سوراخ اللہ تعالی نے صرف ذائقہ چکھنے کے لئے بنائے ہیں، کیا ہمیں اس کے شکر کی کبھی توفیق ہوئی، آنکھ کان، ناک، ہاتھ، پاؤں ،غرض جسم کا ہر حصہ اور اس کے اجزاء ہر ایک اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے، تنہا انسان کا جسم ایک عالم ہے اس میں جہاں تک بھی میڈیکل سائنس پہنچی ہے اس کے مطابق پچیس ہزار نظام اور ڈپارٹمنٹ چل رہے ہیں، جن میں سے ہر ایک نظام کے بارے میں صرف معلومات کرنے کیلئے سالوں درکار ہیں، ان نظاموں کا شکر تو در کنار ان کے نعمت ہونے کا احساس بھی ہم کو نہیں۔

جسم کے اندر دورانِ خون کا نظام

مثال کے طور پر ایک نظام کا ذکر اجمالاً عرض ہے کہ انسان کے جسم میں ایک اہم نظام دورانِ خون کا ہے۔ اس دورانِ خون کے ساتھ انسان کی موت وحیات وابستہ ہے، دل سے خون کو پمپ کیا جاتا ہے اور پورے جسم میں خون کی نالیوں کے ذریعہ دورانِ خون کا نظام چلتا ہے، ایک انسان کے جسم میں جو خون کی نالیاں ہیں جن کو نبض، ناڑیاں کہتے ہیں ان کو جوڑ کر ایک پائپ لائن بنائی جائے تو اس لائن کی لمبائی سے اس دنیا کے آٹھ چکر لگائے جا سکتے ہیں، کسی شہر کے ایک محلّہ کے پانی کی لائن کے نظام میں کتنا صرفہ اور کتنی محنت کرنی پڑتی ہے، کسی جاننے والے سے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

معلوم کریں، اس دنیا کے آٹھ چکر لگانے والی پائپ لائن اللہ تعالی نے ہمارے جسم میں بچھائی ہے، کبھی خیال آیا کہ اس کا شکر کتنا واجب ہے، خون کی یہ نالیاں دوطرح کی ہوتی ہیں ایک وہ ہیں جن سے خون دل کی طرف جاتا ہے اُن کو (Artry) نبضیں کہتے ہیں، اور دوسری وہ ہیں جن سے خون دل کی طرف واپس آتا ہے ان کو ناڑیاں کہتے ہیں، خون کی ان ناڑیوں میں (Valve) خون کے دوران کے رخ کو دل کی طرف سے جسم کی طرف اور جسم سے دل کی طرف جاری رکھنے کے لئے جگہ جگہ والیں فٹ کی گئی ہیں، جس طرح پانی کے ہینڈ پمپ میں ہم دیکھتے ہیں دو والیں پڑتی ہیں جن کا کام پانی کو اوپر جانے دینا، اور واپس زمین میں جانے سے روکنا ہے، اگر ہنڈ پمپ کی وال (Valve) خراب ہوجائے تو ہینڈ پمپ خراب ہوجاتا ہے اور پورا گھر پیاسا بیٹھا رہتا ہے، اسی طرح خون کی نالیوں میں یہ والیں ہیں ان میں سے ایک وال خراب ہوجانے یا بند ہوجانے کو (Heart attack) ہونا یا دل کا دورہ پڑنا کہتے ہیں جس سے انسان مر بھی جاتا ہے یا قریب المرگ ہوجاتا ہے اور اس وال کو بدلوانے یا کھلوانے کیلئے آپریشن میں انسان کو لاکھوں روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں، اور مصنوعی وال کی عمر زیادہ سے زیادہ دس سال ہوتی ہے، دولاکھ روپئے میں ڈالا جانے والا وال انسان کی پچاسی یا اسّی سالہ زندگی میں کام نہیں دے سکتا، انسان کے جسم میں ایسی تقریباً چوالیس ہزار والیں ہیں جو ہر دل کی دھڑکن کے ساتھ ایک بار کھلتی اور بند ہوجاتی ہیں، گویا دل کی ایک دھڑکن کے ساتھ والیں کھلنے اور بند ہونے کی اٹھاسی ہزار نعمتیں انسان پر اللہ تعالی کی ہوتی ہیں، جن پر اٹھاسی ہزار شکر واجب ہیں، اور یہ چوالیس ہزار والیں اگر خرید کر انسان لگانا چاہے تو سولہ ارب ساٹھ کروڑ روپئے خرچ کرنے پڑتے ہیں، کبھی اس کے شکر کی توفیق انسان کو ہوتی ہے؟ اور یہ کم سے کم سولہ ارب ساٹھ کروڑ کی لاگت کے چوالیس ہزار والوں کی اس دھڑکن کے ساتھ اٹھاسی ہزار نعمتیں دورانِ خون کے نظام کا ہزارواں جزء بھی نہیں، دل اور دل کا پورا نظام، پھر خون کے مختلف اجزاء، اس میں لال سفید اور پیلے اربوں ذرات اور ان سے خون کا جمع کرنا اور ملنا اور اس سے جسم کے مختلف اعضاء کی زندگی میں نشو ونما وغیرہ اس نظام کے دوسرے اجزاء ہیں، جن کی مفصل معلومات کے لئے سالوں مطالعہ کی ضرورت ہے، اس کو بنانے اور قائم کرنے کے لئے کیا کچھ درکار ہوگا، اور یہ صرف ایک نظام کی بات ہے ایسے پچیس ہزار نظام صرف انسان کے جسم میں چل رہے ہیں، جن میں سے کسی کی تفصیلات میں جب انسان جاتا ہے تو حیرت سے دنگ رہ جاتا ہے اور کہہ اُٹھتا ہے کہ مالک، عالم وحکیم آپ کی شان بڑی اور پاک ہے، کیسی کیسی نعمتیں آپ نے انسان کو عطا فرمائی ہیں۔

غرض انسان پر کروڑہا کروڑ نعمتیں ہیں جن میں انسان کو شکر کی توفیق نہیں ہوتی اور ذرا سی پریشانی ہوتی ہے تو انسان ناشکری کرنے لگتا ہے، کتنی کم ظرفی اور حددرجہ ناشکری ہے کہ صرف ایک دل کی دھڑکن کے ساتھ اٹھاسی ہزار نعمتیں صرف والوں کے کھلنے اور بند ہونے کی ہوتی ہیں، اور نہ جانے کتنی بے شمار نعمتیں ہر سانس کے ساتھ اندر اور باہر جانے میں ہوتی ہیں، اس کے علاوہ رحمت کی اور نعمتوں کی بارش دربارش ہر پل ہوتی ہے، مگر انسان کو شکر کی توفیق نہیں ہوتی، اور پریشانی ایک یا دو اور زیادہ سے زیادہ چار ہوتی ہیں مگر ہر آدمی کو ہر وقت پریشانی کا شکوہ اور ناشکری ہے۔

کئی سال تک یہ ناکارہ سروے کرتا رہا اور قارئین سے بھی التماس ہے کہ کوئی آدمی ایسا مل جائے جس کو دس پریشانیاں ہوں تو مجھ کو ضرور اطلاع دیں، مجھے تو دنیا میں آج تک ایسا آدمی نہیں ملا جس کو دس پریشانیاں ہوں، حالانکہ دینی حلقے والے ملاؤں کے پاس آخری درجہ میں ہر جگہ سے مایوس ہوکر پریشان ترین آدمی دعا کے لئے آتے ہیں، اور آنے کے بعد پریشانیوں کو حد درجہ بڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ دل سے دعا کردیں، اس کے باوجود ایسا کوئی آدمی مجھے نہیں ملا جس کو دس پریشانیاں ہوں، پریشانیاں زیادہ سے زیادہ ایک دو، تین چار اور نعمتیں کروڑہا کروڑ۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مگرافسوس کہ ہرانسان اپنی پریشانی کا ذکر کرتا ہے اورشکر کرنے والے بہت کم لوگ ہیں. بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

وقليل من عبادی الشكور .(سورة سباء:۱۳)

اورمیرے بندوں میں شکرگزار تو تھوڑے ہی ہیں۔

پریشانیاں خود ایک نعمت ھیں

حالانکہ یہ پریشانیاں جوایمان کی حالت میں ہوتی ہیں خود ایک نعمت ہیں کہ ان کے بدلے میں اجراوراُجرت کا ملنا طے ہے، حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ: مؤمن کوکوئی کانٹا نہیں چبھتا مگراس کی وجہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک گناہ معاف ہوتاہےاورایک درجہ بلند ہوتا ہے:

ما من مسلم یشاک شوکۃ فما فوقہا إلا کتبت لہ بہا درجۃ ، ومحیت عنہ بہا خطیئۃ (رواہ مسلم فی باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ)

خودایمان ایسی بڑی نعمت ہے کہ آدمی اگرعقل وہوش سے کام لےتو ساری نعمتیں اس نعمت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں،اس نعمت کے ہوتے ہوئے ناشکری کی کسی طرح گنجائش نہیں کہ ایمان کے ساتھ ہر مصیبت اور تکلیف بھی سراسر نعمت ہے۔جب کہ یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ انسان ناشکری سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گرجاتا ہےاورشکرگزاری سے اس کی قدرومنزلت بڑھتی ہے،اور اس کو بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جارہے تھے، راہ میں ایک عابد ملا، جو پانچ سوسال سے عبادت میں مشغول تھا،حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے موسیٰ! آپ کوہِ طور پر جارہے ہیں ، اللہ تعالیٰ سے معلوم کیجئے کہ میری پانچ سو سالہ عبادت کا کیا بدلہ ملے گا ؟ کچھ دور آگے چلے تو ایک حد درجہ گناہگار آدمی ملااس نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کوہِ طور پر جارہے ہیں میرے مولیٰ سے معلوم کیجئے کہ میری معصیتوں اورنافرمانیوں کی کیاسزامیرے اللہ نے طے فرمائی ہے؟

موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دونوں لوگوں کی باتیں عرض کردیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے موسیٰ! ہمارے اس عابد بندے کو بتادینا کہ پانچ سوسال کی عبادت کے بدلہ میں جنت میں ایک اچھا محل ہم نے دینا طے کیا ہے،

اوراس گناہگار بندہ بندے سے کہہ دینا کہ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں تمہارے لئے سزادینا طے کیا ہے.

موسیٰ علیہ السلام واپس ہوئے تو اس عابد سے ملاقات ہوئی عابدکو جب یہ بتایا کہ پانچ سوسال کی عبادت کے بدلہ میں جنت میں ایک محل دیا جائے گا،تو عابد بہت ناگواری سے بولا، پانچ سو سال کی عبادت کے بدلہ میں صرف ایک محل؟

موسیٰ علیہ السلام اس کی ناشکری پرافسوس کرنے لگے.

آگے چلے تو اس گناہگار سے ملے اوراس کے گناہوں کے بدلے میں سب سے نیچے کے درجے میں سزا کی خبر دی، تو وہ گناہگارخوب خوش ہوا ،اور بار بار کہتا کہ اے اللہ آپ کا شکر ہے ،آپ کی تعریف ہے،موسیٰ علیہ السلام نے حیرت سے پوچھا کہ دوزخ کی سزاپرشکرکرتے ہو،اس گناہگار نے جواب دیا کہ اے موسیٰ! میں کیوں شکرنہ کروں، میں تو یہ خیال کررہا تھا کہ میرے گناہوں اور حد درجہ نافرمانیوں کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فہرست سے میرانام نکال دیا ہوگا، میں کیوں شکرنہ کروں کہ میرے مالک کو میں یاد تو ہوں!

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ کوہِ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے موسیٰ! اس عابد سے کہہ دینا کہ تیری پانچ سوسال کی عبادت کا حساب ہم اپنی نعمتوں کے بدلے میں کردیں گے جو تجھ پر دنیا میں ہوچکی ہیں ، اور ہمارے اس گناہگار بندے سے کہہ دینا کہ تیری شکرگزاری کی وجہ سے ہم نے تیرے سارے گناہ معاف کردیئے اور تیرے لئے جنت میں محل دینے کا فیصلہ کردیا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں سے

کالج اور یونیورسٹی کے مسلم اساتذہ کی ذمہ داریاں

قسط : 2

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے تو فخریہ انداز میں کہا کہ میں نے زندگی میں آج تک کوئی کتاب نہیں خریدی۔ایک کتاب حال میں انگریزی میں ''میٹنگ آف دی مائنڈ'' اور اردو میں "فکری ہم آہنگی" کے نام سے شائع ہوئی ہے، اس نے لوگوں کو متوجہ کیا ہے اس کی مخالفت بھی ہوئی ہے اور موافقت بھی، انگریزی اخبارات میں اس کا ذکر آیا ہے، اردو میں جامعہ ملیہ کے ایک استاذ کے قلم سے نکلے ہوئے ایک ناول کو بڑا ایوارڈ ملا ہے، اردو میں ایک مسلمان مفکر اور قائد کی ''ہندوتوا'' کے نام سے ایک بہت فکر انگیز کتاب شائع ہوئی ہے، ملت کے مسائل کے موضوع پر 'ہندوستان کا مستقبل اور اسلام' اور 'بندگلی سے آگے کی راہ' اور 'حالات بدل سکتے ہیں' اور 'قافلہ کیوں لٹا؟'' کے نام سے بہت اہم کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ کتنے استاد ہیں جو پرنٹ میڈیا کی ان اہم خبروں سے اور کتابوں سے واقف ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتابیں انہوں نے پڑھی ہیں، ان میں بہت سے لوگ اردو اخبار تک خرید کر نہیں پڑھتے اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ وہ آن لائن پڑھ لیا کرتے ہیں۔ انہیں یہ بھی احساس نہیں ہوتا ہے کہ سب لوگ اگر آن لائن اخبارات پڑھ لیا کریں گے تو اخبارات کا چھپنا تو بند ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ تجربہ ہے کہ آن لائن اخبار پڑھنے میں وقت کی پابندی نہیں ہوتی ہے اور بار بار ناغہ بھی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے حالات حاضرہ کے بارے میں مطالعہ کا تسلسل ٹوٹتا ہے۔ یہ سب باتیں اردو زبان اور ملت کے بارے میں بے حسی کی آئینہ دار ہیں، ایک بنگالی انگریزی جاننے کے باوجود بنگالی زبان کا اخبار ضرور خریدے گا، اس لئے کہ اس کے اندر اپنی زبان کے لئے غیرت و حمیت موجود ہے، سعودی عرب میں اردو جاننے والے ہندوستانی پاکستانی لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، لیکن اخبار 'اردو نیوز' جو جدہ سے نکلتا تھا، بند ہو گیا، اس لئے کہ لوگ پڑھتے نہیں تھے، اپنی مادری زبان کے لئے غیرت و حمیت ہی موجود نہیں تھی۔ اس بے غیرتی کے نمونے ہندوستان میں بھی آسانی سے مل جائیں گے، لوگ اردو کا اخبار نہیں خریدتے ہیں، بچوں کو اردو نہیں پڑھاتے ہیں، بچوں کو اردو کتابیں لا کر نہیں دیتے ہیں، خود بھی نہیں پڑھتے ہیں۔ ہمارے پروفیسر حضرات کے یہاں بک کے بجائے چک بک کا اہتمام پایا جاتا ہے، لائبریری کے بجائے بینک کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، بنگلہ اور گملہ، موٹر اور نوکر یا شوفر کسی چیز کی ان کے پاس کمی نہیں ہوتی ہے۔ معیار بندگی ان کا بلند ہو یا نہ ہو، معیار زندگی ان کا ہمیشہ بلند ہوتا رہتا ہے۔ ان کی مالی سطح اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ ستارے گرد راہ ہوتے ہیں، اور علمی سطح اتنی پست ہوتی ہے کہ غبار راہ بھی بلند تر ہوتا ہے۔ کئی سال گذر جاتے ہیں ان کی کوئی علمی کتاب سامنے نہیں آتی ہے، قرآن کریم نے سورہ یوسف میں قحط سالی کے سات سال کو "سبع عجاف" کہا ہے، یونیورسٹی کے اساتذہ کے یہاں قحط سالی کے سات نہیں ساٹھ سال سے بھی زیادہ ہوتے ہیں، کم از کم طویل وقفہ کے بعد تو ذہن کی زرخیزی اور شادابی کا کوئی ثبوت سامنے آنا چاہئے۔ ورنہ یہ فیصلہ صادر کرنا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہوگا، کہ ان کے فکر کی سطح بالکل بنجر اور روئیدگی کی صلاحیت سے محروم ہوچکی ہے، لیکن اساتذہ اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے، ان کے طلسم خیال میں ایوان علم وادب میں ان کے نام کو پھر بھی باقی رہنا چاہئے اور سمیناروں میں ان کے نام دعوت نامہ آنا چاہئے۔

ہر استاد پہلے لکچرر سے ریڈر اور ریڈر سے پروفیسر بننے کے لئے بے تاب اور کیریر کی ترقی کے لئے ماہی بے آب ہوتا ہے۔ لیکن لکھنے پڑھنے کا اس میں کوئی شوق نہیں ہوتا ہے۔ جب تک وہ لکچرر رہتا ہے صرف اس غرض سے کچھ لکھتا پڑھتا ہے کہ انٹرویو میں اسے ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں، اور پھر اسی نیت سے وہ کچھ لکھ پڑھ لیتا ہے کہ ابھی پروفیسر بننے کا آخری مرحلہ باقی ہے۔ پروفیسر بننے کے بعد لکھنے پڑھنے کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔ علم وفکر وادب کی ثروت میں اضافہ کرنا دور دور اِن اساتذہ کے حاشیہ خیال میں نہیں ہوتا ہے، نہ عام طور پر ان کو علمی کاموں کا شوق ہوتا ہے نہ مزاج۔ بعض تو ایسے اساتذہ بھی ہوتے ہیں جو اپنا پبلیشڈ ورک بڑھانے کے لئے دوسروں سے کتابیں لکھوا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں اور پس پردہ لکھنے والوں کو معاوضہ ادا کرتے ہیں۔ قرآن کی آیت: یریدون أن یحمدوا بما لم یفعلوا کی مجسم تصویر۔ اگر مسلم اساتذہ کی یہ ساری تصویر درست ہے تو بہت شرم ناک ہے۔

ہر ٹیچر کو یہ جاننا چاہیے کہ تعلیم وتدریس ایک ذہنی، اخلاقی اور جمالیاتی عمل بھی ہے، کسی بھی شعبہ کا استاذ ہو اس کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ طلبہ میں علمی ذوق پیدا کرنے کے ساتھ، اخلاقی قدروں پر زور دے اور خود اس کا عملی نمونہ پیش کرے، طالب علم کی حیثیت نرسری کے ایک پودے کی ہے، اور استاد اس نرسری کا مالی اور باغباں ہوتا ہے، ایک اچھے استاذ کے بغیر طالب علم کی شخصیت برگ وبار نہیں لاتی ہے، طالب علم کی زندگی کے ساز کو استاذ کی زندگی کے مضراب کی ضرورت ہوتی ہے، استاذ کی اخلاقی اور علمی رہنمائی اور شفقت کی حیات بخش شبنم سے، طالب علم کا غنچہ حیات شگفتہ ہوتا ہے، اور اس کی عنایت اور رہنمائی کے بغیر یہ غنچہ مرجھا جاتا ہے، طالب علم کی حیثیت مسِ خام کی ہوتی ہے، اور استاد کی کیمیا اثر صحبت سے وہ کندن بن جاتا ہے۔

یونیورسٹی کے مسلم اساتذہ کی ذمہ داری ایک ٹیچر کی حیثیت سے، اور ایک مسلمان کی حیثیت سے بہت زیادہ ہے، ان کو اپنے طلبہ کی اخلاقی تربیت بھی کرنی ہے، ان کو تحریر اور تقریر دونوں ذریعہ سے سماجی اصلاح کی کوشش کرنا ہے، اخبارات اور رسائل میں اپنی تحریروں کے ذریعہ ذہنی بیداری اور احساس ذمہ داری پیدا کرنا ہے۔ علم میں توانائی اور طاقت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کا تعلق سماجی زندگی سے ہو۔ مثال کے طور پر اگر ملک میں قومی یک جہتی کی ضرورت ہے، تو کسی یونیورسٹی کے استاد کو، چاہے وہ کسی شعبہ میں ہو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اس کام کا تعلق ملک کے سیاست دانوں سے ہے، اور اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، ملک میں اگر کرپشن، جھوٹ، رشوت، ظلم اور ناانصافی عام ہوگئی ہو، تو یونیورسٹی کے استاد کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اصلاح کی کوشش کرے۔ کیونکہ ایک ٹیچر معلم اخلاق بھی ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ یونیورسٹی کے مسلم اساتذہ نے انصاف کے بجائے ناانصافی کے نمونے پیش کئے ہیں، اس لئے ان کے ذریعہ تربیت پانے والے طلبہ راست باز، حق گو، دیانت دار، منصف مزاج نہیں بن سکتے۔

ناانصافی ان شعبوں میں جہاں مسلم اساتذہ کام کرتے ہیں بہت عام ہے، ڈاکٹر صابر علی سیوانی نے اعلی درجہ کے علمی کام کئے ہیں بہترین ادبی کتابیں تصنیف کی ہیں تمام ضروری ڈگریاں ان کے پاس موجود ہیں وہ انٹرویو میں بھی شریک ہوتے رہے لیکن طرف داری اور ناانصافی کی وجہ سے نگاہ انتخاب ان پر نہ پڑسکی۔ ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے فارغ التحصیل ہیں اور علی گڑھ میں ماہنامہ ندائے اعتدال کے ایڈیٹر ہیں اور کئی عدد عربی اور اردو کتابوں کے مصنف ہیں لیکن علی گڑھ کے شعبہ عربی میں جگہ پانے میں وہ ناکام ہوئے یہ ہیں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یونیورسٹی کے وہ اساتذہ جنہیں انصاف کی ڈگر پر چلنا نہیں آیا اور جو یونیورسٹی کے باغ میں ناانصافی کے درخت لگاتے رہتے ہیں۔ ہر مسلمان استاذ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی علمی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو ادا کرے اور تصویر پر لگے ہوئے سیاہ دھبوں کو مٹائے۔

ایک اور سیاہ دھبہ کا ذکر مناسب ہے، دہلی میں بہت سے غیر مسلم بھی اپنے مادی فائدے کے لئے عربی پڑھتے ہیں دو فوجیوں نے عربی پڑھی اور سعودی عرب میں ہندوستانی سفارت خانہ کے ایک عہدہ کے (غالباً ڈیفنس اٹیچی کے عہدہ کے) امید وار ہوئے، سرکاری طور پر جامعہ ملیہ کے ایک پروفیسر کو امتحان کا اکسپرٹ بنایا گیا دونوں کنڈیڈیٹ میں سے ایک کی عربی بہت اچھی تھی دوسرے کی بہت کمزور، دونوں کے درمیان کوئی مقابلہ ہی نہ تھا لیکن جب امتحان کا نتیجہ سامنے آیا تو جس کی عربی بہت کمزور تھی وہ کامیاب ہو گیا تھا اور جس نے بہت محنت سے عربی پڑھی تھی وہ ناکام تھا، پروفیسر کو یہ بھی خیال نہیں آیا کہ اپنے بعض دوستوں کی سفارش کی وجہ سے انہوں نے جو بے ایمانی کی ہے اس کی وجہ سے اس ہندو کے ذہن میں جو محنت کے باوجود ناکام ہوا پوری ملت اسلامیہ کی کیا تصویر بنی ہوگی، عربی ترجمہ میں مہارت پیدا کر لینا آسان ہے اور انصاف کی ڈگر پر چلنا مشکل ہے۔ جامعہ ہمدرد کی ایک پوسٹ پر انٹرویو میں اس فاضل کنڈیڈیٹ کا انتخاب نہیں ہو سکا تھا جو ملی گزٹ جیسے معروف انگریزی اخبار کا دس برس ایڈیٹر رہا، جس نے عربی اردو زبان میں علمی کتابیں لکھیں اور جو مائناریٹی کمیشن کا چیئرمین ہوا، اور انٹرویو میں کمتر صلاحیت کے شخص کا انتخاب ہو گیا، اکسپرٹ علی گڑھ یونیورسٹی سے تشریف لائے تھے۔ ایک یونیورسٹی کے استاد گرامی نے اپنے شعبہ کی لکچرر کی خالی پوسٹ پر اپنی شریک حیات کو لانے کی جان توڑ کوشش کی اور ہر متوقع اکسپرٹ سے ملنے کے لئے انہوں نے بار بار ہزاروں میل کا سفر کیا، نام لینا مناسب نہیں۔ کف لسان اپنی عادت ہے اور کلیم عاجز نے بھی یہی مشورہ دیا ہے:

مت برا اس کو کہو گرچہ وہ اچھا بھی نہیں
وہ نہ ہوتا تو غزل میں کبھی کہتا بھی نہیں

ہندوستانی یونیورسٹی کے اساتذہ سمینار یا اور کسی موقع پر آپس میں ملتے ہیں تو ان کی گفتگو کا موضوع کوئی کتاب نہیں ہوتی ہے، وہ نئی کتابوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں، وہ کسی علمی مسئلہ پر یا کسی تحریر یا نظریہ کے بارے میں تبادلہ خیال نہیں کرتے ہیں، وہ نئے آنے والے اسکیل پر یا نئے انکریمنٹ کے بارے میں باتیں کریں گے، یا کسی بدعنوانی کی افواہ کو، یا اسکینڈل کو موضوع گفتگو بنائیں گے، اس سے ان اساتذہ کی ذہنی سطح کا اندازہ ہوتا ہے۔ کیا فرق ہے ان اساتذہ میں اور اس موچی میں جو شام کو پائی پائی کا حساب کرتا ہے پھر مسرور ہوتا ہے یا مغموم ہو جاتا ہے۔ دونوں کا ذہن مالیات اور اقتصادیات میں الجھا رہتا ہے۔ تنخواہ یا اسکیل کے بارے میں کبھی کبھار گفتگو میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ہمیشہ یہی باتیں ہوں علمی مسائل افکار ونظریات یا کتابیں موضوع گفتگو کبھی نہ بنیں یہ قابل اعتراض بات ہے۔

ایک اچھا دانشور یا پروفیسر تنخواہ اور اسکیل یا اپنے شعبہ کی سیاست وغیرہ کے بارے میں زیادہ بات چیت کرتے ہوئے ویسے ہی شرماتا ہے جیسے دیندار، پرہیز گار، عبادت گزار مسلمان عشق مجازی یا جنس کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے شرماتا ہے اور پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی گفتگو اس بات کی آئینہ دار ہوتی ہے کہ اس کے دماغ میں کیا بھرا ہوا ہے اور اس کی ذہنی سطح کیا ہے۔ ہمارے یہ اساتذہ کرام اور دانشوران عظام جن کی تربیت میں والدین نے اپنے نونہالوں کو دیا ہے جب جمع ہوتے ہیں تو ایسی نازیبا گفتگو کرتے ہیں اور غیبتوں کی ایسی بارش برساتے ہیں کہ اگر ان کی گفتگو کو کوئی صورت جسمیہ مل جائے تو بدبو اور تعفن سے ناک پر رومال رکھنا پڑے گا۔ کسی لائبریری کو وہ اپنے نقش قدم سے عزت نہیں بخشیں گے، وہ کتابوں کی دکانوں پر نظر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ کتابوں کی دکانیں کبابوں کی دکانوں سے بدل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جائیں گی اور کبھی تسلیم نہیں کریں گے کہ یہ انقلاب ان کی وجہ سے آیا ہے۔نشر واشاعت کے بہت سے ادارے ہیں جنھوں نے بہت قیمتی کتابیں شائع کی ہیں، یہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز ہے، بڑے خوبصورت ٹائٹل ہیں، حسرت دیدار میں الماریوں میں منہ چھپائے ہوئے۔ بے توفیق اساتذہ کو ایسے کسی ادارہ میں جانے کی توفیق نہیں ملتی ہے، وہ اس لائبریری میں بھی قدم نہیں رکھتے جوان کے شعبہ سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے۔

عصری جامعات کے اساتذہ میں شوق علم کیوں ختم ہو گیا ہے اوران کا نشتر تحقیق اب کیوں کند ہو گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے اب زندہ آئیڈیل باقی نہیں رہ گئے ہیں، اور اہل علم کی، اہل کمال کی اور اہل ادب کی صحبت میسر نہیں۔اچھا اسکالر اور اچھا دانشور بننے کے لئے ایک اچھے اسکالر اور اچھے دانشور کی صحبت ضروری ہے۔علم کی دنیا میں ہمیشہ چراغ سے چراغ جلتا ہے،ایک باکمال استاذ کی شفقت آمیز رہنمائی سے طلبہ کا غنچہ حیات شگفتہ ہوتا ہے،اس میں شرافت اور شائستگی پیدا ہو جاتی ہے۔یہ استاذ کی تربیت ہوتی ہے، جو شاگرد کو کردار کا غازی اور مفکر اور مصنف بناتی ہے،اس لئے ایک اچھے استاذ کو انسان کامل اور مرد عاقل کی خصوصیات کا حامل ہونا چاہئے، اخلاق کی خوشبو میں اسے گل تازہ کے مانند،فکر کی تابانی میں اسے خورشید سحر اور انسانیت کی کشت زار کے لئے اسے نوید بہار ہونا چاہئے۔ اسے طالب علموں کے لئے بہترین نمونہ ہونا چاہئے ،بازار اور تفریح گاہوں سے اسے دور اور نفور ہونا چاہئے،اس کے قدم کے نقوش کتاب خانوں میں اور ایوان درس میں پڑنے چاہئیں، اور اس کے قلم کے نقوش اخبارات ورسائل اور کتابوں کے صفحات میں نظر آنے چاہئیں، جہاں اس کا قدم ہو وہ جگہ رشک ارم ہو،جس مکان میں اس کا قدوم ہو وہ میمنت لزوم ہو،جس جگہ اس کی سواری پہنچے ہر طرف سے باد بہاری پہنچے،جس راستہ سے وہ گذر جائے وہ راستہ مشک بار ہو جائے، یہ سب کچھ مبالغہ نہیں، معلم کا مقام بہت بلند ہے کیونکہ ایک پیغمبر بھی معلم ہی ہوتا ہے۔ وہ اپنی کیمیا اثری سے مُردوں کو مسیحا اور ذرہ بے مقدار کو رشک ماہتاب بنا سکتا ہے۔ یہ وہ صاحب کمال اور صاحب خلق حسن استاد ہوتا ہے جس کے لئے ہر ذرہ فطرت دعا گو ہوتا ہے:

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

مولانا سید سلیمان ندوی کو بلند علمی مقام حاصل نہیں ہوتا اگر انہیں علامہ شبلی کی شاگردی کا شرف حاصل نہیں ہوتا،سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب کی بے مثال علمی اور تاریخی کتابیں منظر عام پر نہیں آتیں اگر انہیں مولانا سید سلیمان ندوی کی صحبت اور رفاقت میسر نہیں آتی۔اب یونیورسٹی کے اساتذہ پڑھتے بہت کم ہیں اور اسمارٹ فون میں زیادہ مشغول رہتے ہیں، اگر یونیورسٹی کے اساتذہ ہر وقت اسمارٹ فون پر سوشل میڈیا کے سمندر میں شناوری کرتے رہیں گے،تو نہ وہ خود صاحب کمال بن سکتے ہیں نہ اپنے طلبہ کو باکمال بنا سکتے ہیں۔سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے مفاسد بھی بہت ہیں اوران کی اہمیت بھی اپنی جگہ پر ہے،علم کا کوئی شعبہ ہو اس کے بارے میں گوگل فوراً علاء الدین کے چراغ کی طرح معلومات لے کر حاضر ہو جاتا ہے،لیکن اس چراغ سے استفادہ کتابوں اور کتاب خانوں سے استفادہ کی قیمت پر نہیں ہونا چاہئے،اچھے اور مثالی استاد سے رابطہ ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے،مثالی استاد کی تلافی ایک حد تک صرف کتابوں کے ذریعہ ممکن ہے۔

ضروری ہے کہ ہم اپنے قریب کے زمانہ کے محققین اور مفکرین کی کتابیں مسلسل پڑھتے رہیں۔مثال کے طور پر عربی اور اردو اور اسلامک اسٹڈیز کے اساتذہ اگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتابیں پڑھیں جن کا انتقال چند سال پہلے ۹۴ رسال کی عمر میں امریکا میں ہوا، تو ان کے سامنے ایک آئیڈیل رہے گا، ایک مثالی صورت سامنے رہے گی، ڈاکٹر حمید اللہ نے قرآن وحدیث، فقہ وقانون اسلام وبین الاقوامی قانون، سیرت اور تاریخ کو موضوع بحث بنایا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھا۔ڈاکٹر حمید اللہ پر پروفیسر عبدالرحمٰن مؤمن کی کتاب منظر عام پر آچکی ہے اور ڈاکٹر حمید اللہ پر راقم الحروف کا مرتب کردہ مجموعہ مضامین انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کی طرف سے شائع ہو گیا ہے، ڈاکٹر حمید اللہ ہی کی طرح ایک بلند معیار کے محقق فواد سیزگین کا بھی اگست ۲۰۱۸ء میں ۹۴ر سال کی عمر میں استنبول ترکی میں انتقال ہوا، وہ بھی بہت بڑے ممتاز مؤرخ اور دانشور تھے، وہ بھی ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی طرح کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور مسلسل ۱۷ر گھنٹے مطالعہ اور تحقیق میں مصروف رہا کرتے تھے۔جس طرح ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آباد چھوڑ کر فرانس چلے گئے تھے، اسی طرح ڈاکٹر فوادسزگین کو فوجی انقلاب کی وجہ سے استنبول چھوڑ کر جرمنی میں قیام کرنا پڑا تھا۔اور وہاں انہوں نے مصادر امام بخاری پر اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا تھا۔ڈاکٹر فواد سیزگین کی مشہور کتاب تاریخ التراث العربی ۱۲ر جلدوں میں ہے اور وہ کتاب خانہ ناقص اور نامکمل سمجھا جاتا ہے جہاں یہ اہم کتاب موجود نہ ہو۔ یہ کتاب اسلامی مصادر و مراجع کا سب سے بڑا ماخذ ہے، انہوں نے علوم اسلامیہ پر ریسرچ اور تحقیق کا سب سے بڑا ادارہ استنبول میں قائم کیا تھا۔اور بھی مصنفین ہیں جن کی کتابیں علم کا ذوق پیدا کرتی ہیں، اگر اہل علم کی صحبت میسر نہیں تو وقیع اور فکر انگیز کتابیں ان کا بدل بن سکتی ہیں۔

تحریر کا اصل موضوع تھا ہندوستان کے موجودہ حالات اور یونیورسٹی کے مسلم اساتذہ کی ذمہ داریاں اور یہ کہ ملت کی کشتی جو بھنور میں پھنس گئی ہے، اسے کیسے ڈوبنے سے بچایا جائے۔اسی ذیل میں اساتذہ کا ذکر آ گیا جن پر الطاف حسین حالی کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے: "پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی" ابھی مسلمانوں پر جو نئی افتاد پڑی ہے، یونیفارم سول کوڈ کی جو تلوار لٹک رہی ہے مسلمانوں کے خلاف عداوت کا جن جو بوتل سے باہر آ گیا ہے، اس کے خلاف اس وقت کون شمشیر آزما ہے، مدارس کے علماء یا عصری جامعات کے اساتذہ؟ کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے ہیں؟ یونیورسٹی کے خوش پوشاک اور خوش خوراک اور خوش حال اور صاحب مال مسلم اساتذہ کا یہ منظر نامہ جو اس مضمون میں پیش کیا گیا ہے وہ مایوس کن ہے اور رضوا أن یکونوا مع الخوالف کی تصویر اور تفسیر ہے، لیکن شاید یہ تحریر کچھ اساتذہ کے لئے ہمت افزا اور شوق انگیز بن جائے، وہ ملت کے کاموں میں ملت کا تعاون کر سکیں اور ان کے دل میں اپنے مقام و مرتبہ کا احساس پیدا ہو جائے اور ان کے اندر اپنے پیشہ کے ساتھ وفاداری اور پاس داری اور علمی کاموں کی ذمہ داری کا جذبہ ابھر آئے کہ یہی مقصود و مطلوب ہے۔ برسات کی اندھیری رات میں ابھی کچھ جگنو چمکتے نظر آتے ہیں جیسے ڈاکٹر محمد اکرم ندوی (آکسفورڈ یونیورسٹی) ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی (مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی) اور ترکش مارا خدنگ آخریں' ڈاکٹر وارث مظہری (ہمدرد یونیورسٹی) ڈاکٹر عبدالماجد غوری ندوی (ملیشیا اسلامی یونیورسٹی) شاید ایک دو نام اور جیسے ڈاکٹر توقیر عالم اور ابوسفیان اصلاحی۔اور بھی نام ہو سکتے ہیں، دراصل نگاہیں ایسے اساتذہ کو ڈھونڈھتی ہیں جنہوں نے بہت فکر انگیز کتابیں لکھی ہوں اور اپنے افکار کا جمالیاتی اظہار کیا ہو دوسری یونیورسٹیوں کو چھوڑیئے صرف جامعہ ملیہ کی شخصیتوں پر نظر ڈالیں تو ایسے متعدد اساتذہ مل جائیں گے جن کی تحریریں کامل عیار اور ادب وانشاء کا معیار ہیں، پروفیسر مجیب، عابد حسین، ذاکر حسین ،ضیاء الحسن فاروقی، مولانا عبدالسلام ندوی، اسلم جیراج پوری اور کئی اشخاص۔اصل میں کتاب وہ ہے جو ساکن فکر کی سطح میں ارتعاش پیدا کر دے، جس سے زلزلہ کی کیفیت کا احساس ہو، پہلے ایسے اساتذہ ہوئے ہیں جنہوں نے معرکہ آراء کتابیں لکھی تھیں، علمی حلقوں میں جن سے دھوم مچ گئی تھی۔اب نہ ایسے استاذ ہیں نہ ایسی کتابیں سامنے آتی ہیں۔ ہر شعبہ میں خزاں کا موسم اور ویرانی ہے، ہاں یونیورسٹی کے حلقہ سے باہر متعدد علماء نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جو فکر انگیز ہیں اور ذہن زرخیز کی علامت ہیں۔

[جاری......]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کی تصانیف و مؤلفات، فتاویٰ، رسائل، مکتوبات اور مجموعۂ کلام

زیر قلم تالیف: امام الہند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف و متعلقات اور تلامذہ کا ایک باب

قسط : 3

حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

تکملہ تفسیر فتح العزیز؟:

متعدد تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے، کہ تفسیر فتح العزیز کا، حضرت شاہ صاحب کے ایک ممتاز، فاضل و متبحر شاگرد، مولانا حیدر علی فیض آبادی نے مفصل تکملہ لکھا تھا، جو ستائیس جلدوں پر مشتمل تھا۔ جس کی پہلی اطلاع خود مولانا حیدر علی صاحب نے اپنی کتاب إزالة الغين عن بصارة العين میں دی ہے اور عبدالرحیم ضیاء حیدرآبادی نے بھی، مقالات طریقت میں یہی لکھ دیا ہے کہ مولانا حیدر علی نے تفسیر فتح العزیز کا تکملہ ستائیس جلدوں میں کیا، مگر یہ اطلاعات وضاحت و تفصیل چاہتی ہیں۔ جو کتاب مولانا حیدر علی نے لکھی تھی اور تکملہ فتح العزیز کے نام سے معروف ہے، وہ دراصل حضرت شاہ صاحب کے درس قرآن کا تحریری پیرہن ہے، نہ علاحدہ تصنیف ہے اور نہ ہی فتح العزیز کا تکملہ! اس کا مفصل تذکرہ اور اس کے دریافت نسخوں کا تعارف، درس قرآن کے تحت آرہا ہے۔

مولانا حیدر علی نے إزالة الغين عن بصارة العين میں لکھا ہے:

> ''کہ میں نے تفسیر فتح العزیز کا تکملہ ستائیس جلدوں میں لکھا ہے''(۲۳)

اس کی کچھ تفصیل عبدالرحیم ضیاء نے مقالات طریقت میں بیان کی ہے، لکھتے ہیں کہ:

> ''مولوی حیدر علی، صاحب منتہی الکلام سلمہ اللہ تعالیٰ نے، جو حضرت کے اخیر وقت کے مستفیضوں سے ہیں، حسب خواہش سکندر بیگم مغفورہ والیۂ بھوپال، تفسیر مذکور کا تکملہ ستائیس جلدوں میں کیا ہے، راقم نے دیکھا ہے، بہت خوب لکھا ہے۔ اس عصر میں ایسی استعداد ولیاقت کی فرد نایاب ہے، دوسرے کا منھ نہیں جو یہ ہمت کر سکے، مگر دونوں کا فرق دیکھنے والا، اپنے حوصلہ کے مطابق سمجھ سکتا ہے''(۲۴)

عبدالرحیم ضیاء اور تذکرہ نگاروں کی اطلاعات سے خیال ہوتا ہے، کہ یہ تکملہ مولانا حیدر علی صاحب کی تصنیف ہے، مجھے اس اطلاع کی تصدیق میں بوجوہ تأمل رہا، کہ بلاشبہ مولانا حیدر علی صاحب بہت بڑے عالم تھے، مگر ایسا بھی کیا، کہ نواب سکندر جہاں بیگم کی فرمائش پر، انہوں نے صرف دو، سوا دو سال کے عرصہ میں، ستائیس جلدیں تحریر فرمادیں۔ اس کتاب کے نسخۂ مصنف تک رسائی ہوئی، تو یہ عقدہ حل ہوا، کہ مولانا حیدر علی کی یہ ایک بہت بڑی علمی یادگار، جو تکملہ فتح العزیز کے نام سے معروف ہے،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دراصل حضرت شاہ صاحب کے درس قرآن کی وہ تقریر ہے، جس کو مولانا حیدرعلی نے درس میں قلم بند کیا تھا، وہی تقریر مکمل ہوکر، تکملہ فتح العزیز کے نام سے متعارف ہوئی۔اس کی وضاحت اِفادات درس شاہ عبدالعزیز کے، پہلے صفحہ پر درج کلمات سے ہورہی ہے۔خود مولانا حیدرعلی نے اس کی وضاحت کی اور اپنے فرزند کواس کی ہدایت کی، کہ میرے یہ الفاظ اس کتاب کے پہلے صفحہ پرلکھ دو۔مولانا کے صاحبزادہ نے تحریر کیا ہے کہ:

''ایں کتابے ست کہ بزرگے درعین وعظ حضرت شاہ عبدالعزیز، قدس سرہ و أنار اللّٰہ برھانہ، ملفوظات متبرکہ رامی نوشت''

ترجمہ : یہ ایک کتاب ہے، جس کو ایک بزرگ نے، حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے وعظ [درس قرآن] کے دوران، ان کے الفاظ کے مطابق لکھا ہے۔

اس کے نیچے، مزید تاکید کے لئے ایک عبارت اور لکھی ہے:

''ایں عبارت مولوی حیدرعلی لکھنوی، از ولد خود، روبرو یم تحریر کنانیدہ اند''

ترجمہ: یہ عبارت مولانا حیدرعلی لکھنوی نے اپنے بیٹے سے اپنے سامنے لکھوائی تھی۔

اس کے بعد ان الفاظ میں دستخط کئے گئے ہیں۔محمد علی عفی عنہ وعن والدیہ۔اس کے بعد ایک مختصر عبارت میں جو اردو میں ہے، لکھا ہے:

''تصنیف مولوی حیدر علی لکھنوی، شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم ــــ اس تفسیر کو مصنف نے شاہ صاحب کے وعظ کو سن کر قلمبند کیا ہے''

اس نسخہ کی پیشانی یا پہلے ورق پر، ایک فقرہ یا عبارت اور درج ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تکملہ کا یہ نسخہ، ٹونک کے نواب صاحب یا کسی بڑے رئیس نے، دہلی سے خریدا تھا، لکھا ہے:

تکملہ فتح العزیز از مولوی حیدر علی صاحب لکھنوی صاحب منتہی الکلام، خط فارسی، کاغذ سفید، آوردہ حضور از دہلی''

ان تصریحات کے بعد نسخہ کو دیکھئے، پڑھئے تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں کہ وہ کیا لوگ تھے جو ایسے بڑے بڑے کارنامے انجام دے گئے، ایک ہم ہیں کہ ذرۂ خاک بھی، ہمارے نکمے پن اور بے عملی پر ہنستا ہوگا۔

تکملۂ فتح العزیز کا نسخۂ مؤلف بہت کچھ کہتا ہے، اس کی تحریر ایسی پاکیزہ اور صاف ہے کہ اچھے خطاطوں بلکہ کمپیوٹر کے لئے بھی، ایسا مسلسل لکھنا مشکل ہے، الفاظ میں، تحریر میں، سطور کے فاصلہ میں عجب توازن اور یکسانیت ہے، تمام حروف ایک جیسے، تمام سطریں اور سطروں کے برابر کے فاصلے بھی یکساں ہیں۔تقریر کے دوران ایسی رواں، خوبصورت اور مسلسل تحریر لکھنے کو عجوبہ کہئے یا شاہ عبدالعزیز کی کرامت! عموماً، کوئی لفظ لکھ کر نہ قلم زد کیا گیا اور نہ تبدیل ہوا، جو شاہ صاحب کی زبان حق ترجمان سے نکلا، وہ کاغذ پر نقش ہوتا چلا گیا، کسی نے کہا تھا:

اُدھر کہتا گیا وہ، اور اِدھر آتا گیا دل میں

یہاں دل میں تو اُتر ہی رہا تھا، ساتھ میں صفحات اور کاغذ پر بھی اسی طرح نقش ہورہا تھا، سبحان اللہ!

مگر یہ بات توجہ طلب ہے، کہ کیا حضرت شاہ صاحب فارسی میں درس وتقریر فرماتے تھے، کیوں کہ اس وقت دلّی کی بول چال کی عام زبان تو بلاشبہ اردو تھی، عوام میں اسی کا چلن تھا، فارسی تحریر و تصنیف کی زبان تو تھی، لیکن عام گفتگو اور وعظ وتقریر کی نہیں، اس لئے خیال یہ ہے کہ عام بیانات اور مواعظ اردو میں ہوتے ہوں گے، اگر مولانا حیدرعلی صاحب نے اردو سن کر، اس کو برجستہ فارسی میں لکھا ہے، تو یہ اس سے بڑھ کر کمال ہے۔

افسوس کہ نسخۂ ٹونک میں آغاز تفسیر کے اوراق موجود نہیں، جس سے یہ معلوم ہوسکتا کہ مرتب نے اس کو کس طرح شروع کیا ہے اور اس کی ترتیب، ترجیحات اور اصول کیا کیا ہیں۔نسخۂ ٹونک کی ابتداء، سورۃ البقرہ کی آیت: الشھر الحرام بالشھر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الحرام سے ہوتی ہے، یعنی موجودہ حصہ سے پہلے کم از کم پچاس ورق یا سوصفحات اور رہے ہوں گے، جو اس نسخہ میں موجود نہیں۔

نسخۂ مصنف میں فی صفحہ سترہ سطور ہیں، سطور کی تعداد اور پیائش قطعاً یکساں ہے۔ جلد اول سورۂ بقرہ سے سورۂ نمل کی چھٹی آیت: وَ اِنَّکَ لَتُلَقَّی القُرآن مِنْ لَدُن حَکیم عَلِیم تک ہے، یہ حصہ یا جلد اول، پندرہ سو اٹھاون [۱۵۵۸] صفحات پر مشتمل ہے۔

ذخیرۂ ٹونک میں محفوظ، دوسری جلد کی ابتداء میں لکھا ہے، کہ یہ آخری جلد، سورۂ ق سے آخر قرآن کریم تک ہے:

''الحمدلہ والصلوۃ علی عبدہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ایں منزل اخیر است از منازل سبعہ، شروع از سورۂ قاف است وختم برسورۃ ناس، درمیان ایں منزل شصت وچار سورت است، اگر لایلف را جدا از فیل شمردہ شود، والا شصت وسہ''

مگر افسوس کہ ٹونک میں موجود یہ حصہ ناتمام ہے، اس کے دستیاب اوراق صرف سورۂ والذاریات [چھبیسویں پارہ کے اختتام] تک ہیں۔ اور اس کی وسعت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ سورۂ قاف کی تفسیر سو صفحات پر مشتمل ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مذکورہ نسخہ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ مولانا حیدر علی کا مکتوبہ ومرتبہ درس قرآن مجید، اگر مکمل صورت میں دستیاب ہو، تو اس کے تقریباً تین ہزار صفحات ہوں گے، یعنی تفسیر عزیزی سے تین حصہ زائد اس کی ضخامت ہوگی۔

کاش یہ درس قرآن مکمل صورت میں دستیاب ہوتا، تو امت کے لئے کتنا بڑا خزانہ اور اور کیسا نادر تحفہ ثابت ہوتا۔ (۲۵)

مولانا حیدر علی کی مرتبہ، تقریر درس قرآن حضرت شاہ عبدالعزیز جو عموماً تکملہ تفسیر فتح العزیز کے نام سے جانی جاتی ہے، کے دو نسخے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہیں، شبلی لائبریری، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے کتب خانہ میں بھی محفوظ ہیں، مگر عجب المیہ ہے کہ تمام جلدیں یا حصے، اول آخر سے ناقص ہیں، ان کے ابتدائی صفحات موجود ہیں نہ آخری، اس لئے کاتب کا نام معلوم ہے، نہ سنہ کتابت اور نہ ان کا کوئی خاص تعارف ملتا ہے، لیکن ان تمام جلدوں پر جمال الدین نامی، کسی شخص کی مہر ثبت ہے۔

یہ نسخہ پارۂ سیقول سے والمحصنٰت تک چار پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے، مگر سنہ، کاتب کا نام اور دیگر معلومات ان جلدوں پر تحریر نہیں۔ (۲۶)

افادات درس قرآن

حضرت شاہ صاحب کے ایک شاگرد ومتوسل، ابوالفرید امام الدین حنفی نقشبندی نے، دہلی میں کئی سال رہ کر، شاہ صاحب سے استفادہ کیا تھا، تعلیم حاصل کی اور کم سے کم دو مرتبہ شاہ صاحب کا مکمل درس قرآن سنا اور اس کو لکھا اور مرتب صاحب کی تصریح کے مطابق، حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بیس سال بعد، ۱۲۵۹ھ [۱۸۴۳ء] میں، اس تقریر کو صاف اور مرتب کرنے کا خیال ہوا۔ امام الدین صاحب نے لکھا ہے کہ:

''درسنہ یک ہزار ودوصد وپنجاہ ونہ، مسودہ مذکورہ را نظر ثانی نمودم، ومرۃ بعد اولی بہ تسویدش زنگ حسرت از دل احیاء زدٗ''

مرتب نے سورۂ مؤمنون سے والصافات تک کا درس، مکرر نظر ثانی کے بعد، اشاعت کے لائق بنایا، جس کو مولوی عبدالغفار صاحب [محلّہ قدیر آباد، لوہاری، ملتان] کی فرمائش پر، مطبع انصاری، دہلی نے شائع کیا، سنہ طباعت درج نہیں، یہ نسخہ یا حصہ، بڑے ناپ کے ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

خلاصہ افادات درس قرآن

حضرت شاہ صاحب کے ایک شاگرد، مولانا یار محمد جہلمی نے شاہ صاحب کے درس قرآن کے بعض افادات اور خاص آیات کی تفسیر، محفوظ وقلمبند کی تھی، جو کم سے کم ایک مرتبہ، کتابی صورت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں بھی شائع ہوئی تھی، اس کا ایک مطبوعہ نسخہ، حکیم انیس احمد پھلتی کی اطلاع کے مطابق، مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔ (۲۷)

امہات کتب حدیث کی تصحیح وتعلیق

حضرت شاہ صاحب نے، اپنے والد ماجد کی طرح، قرآن کریم اور حدیث شریف کی خدمت کو، اپنی زندگی کا بنیادی مقصد اور محور بنالیا تھا، اسی لئے تمام اوقات ان ہی خدمات عالیہ میں گذرتے تھے، یہاں تک کہ معقولات وغیرہ کا درس بھی، تقریباً ترک کردیا تھا، فرماتے تھے کہ:

"بندہ اب قال اللہ وقال الرسول کے علاوہ، گفتگو کرنا بری بات جانتا ہے"

اسی لئے تمام اوقات، یا درس قرآن کریم میں گذرتے یا درس حدیث میں، بلاشبہ شاہ صاحب نے حدیث پاک کے اکثر بنیادی متون اور ان کے علاوہ بیسیوں کتابوں کی تصحیح وتعلیق فرمائی ہوگی، مگر افسوس کہ اب وہ سب گمنام و بے نشان ہیں۔ حدیث شریف کی بنیادی کتابوں میں سے، جن کتابوں کی شاہ صاحب نے تصحیح وتعلیق فرمائی تھی، ان میں سے جو کتابیں، یا ان کا تعارف محفوظ وموجود ہے، ان میں غالباً سب سے پہلی اور معتمد خدمت، امام نسائی کی سنن صغری کی تصحیح اور اس پر مختصر تعلیقات ہیں۔ اس نسخہ کو شاہ صاحب کے نواسہ، شاہ محمد اسحاق نے مرتب کرکے، اپنے دلّی کے قیام کے زمانہ میں ۱۲۵۶ھ [۱۸۴۰ء] میں شائع کرادیا تھا۔

اس طباعت کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے، اس کا سرورق موجود نہیں، دوسرے صفحہ پر حضرت شاہ محمد اسحاق کی سنن نسائی کی سند اور امام نسائی کا بہت مختصر حال درج ہے، لکھا ہے:

"يقول العبد الضعيف، خادم علماء الآفاق محمد اسحاق! أخبرنا وأجازنا شيخنا.... أستاذنا الشيخ الأجل المحدث الشاه عبد العزيز لهٰذا الكتاب، قال: أجازني هذا الكتاب والدي الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي"

مگر اس میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ نسخہ کس خطی نسخہ پر مبنی ہے، یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا نسخہ ہے، یا حضرت شاہ عبدالعزیز کا۔ اس میں بہت سے مقامات اور حواشی پر قال شیخنا کے ساتھ، کوئی افادہ یا صراحت درج ہے اور شیخنا سے واضح ہے کہ یہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی جانب اشارہ ہے۔ ان حواشی میں حضرت شاہ صاحب نے مختصر حل مطالب یا کسی خاص لفظ اور مشکل کی توضیح فرمائی ہے، اس میں سے متعدد حواشی حضرت شاہ صاحب کی شان تحقیق کی نشاندہی کررہے ہیں، مثلاً کتاب النکاح کے باب إستئذان البكر في نفسها میں، حضرت خنساء بنت خدام پر حاشیہ میں تحریر ہے:

"خدام ضبط في التقريب وفتح البارى "خِدام" وقال: بكسر الخاء والمعجمة وبالدال المهملة وضبطه في تهذيب الأسماء واللغات بالذال المعجمة.

وكذا قال السخاوي في هامش فتح الباري اعراضًا على شيخ الاسلام [ابن حجر] ـــــ من خط شيخنا" [ص: ۳۸۳]

اس طرح کے تقریباً پچاس سے زائد حاشیے اور افادات، مختلف صفحات پر درج ہیں، ان کے علاوہ بھی، تقریباً ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی حاشیہ آیا ہے، اگرچہ ان میں حضرت شاہ عبدالعزیز یا شاہ ولی اللہ کے نام کی صراحت یا شیخنا کا اشارہ نہیں ہے، لیکن بعض افادات کے آخر میں حضرت شاہ رفیع الدین اور شاہ ولی اللہ کے نام بھی درج ہیں، یہ حواشی حل لغات اور نحوی صرفی وضاحتوں پر مشتمل ہیں، اکثر بڑے حاشیے، امام نووی کی تهذيب الأسماء واللغات، علامہ ابن اثیر کی نہایہ، علامہ طاہر پٹنی کی مجمع

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بحار الانوار، حافظ ابن حجر کی تقریب التہذیب یا علامہ سیوطی کی تحقیقات سے ہیں۔

- مذکورہ بالا حاشیوں کے علاوہ، بین السطور میں بھی بعض مقامات پر نحو وصرف کی تحقیق اور اعراب وکلمات کی تعیین کی گئی ہے
- یہ نسخہ اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہے، غالباً یہ واحد کتاب ہے، جس کی طباعت کا، جس کی اشاعت کا، شاہ محمد اسحاق نے اہتمام فرمایا تھا۔
- اس کا ایک بڑا امتیاز یہ ہے کہ امہات کتب حدیث، خصوصاً صحاح ستہ میں شامل یہ پہلی کتاب ہے، جو پوری دنیا میں سب سے پہلے شائع ہوئی۔ جہاں تک معلوم ہے مشرق ومغرب میں کہیں بھی حدیث شریف کا، کوئی مکمل متن، اس سے قبل شائع نہیں ہوا تھا۔
- ہمارے ذخیرہ میں موجود سنن نسائی کے، اس نسخہ کی ہندوستان کے دو بڑے ممتاز محدثین نے مزید تصحیح بھی فرمائی ہے، اول یہ نسخہ حضرت مولانا نور الحسن کاندھلوی [۱۲۸۵ھ] کی ملکیت میں رہا، اس پر ان کی مہر ثبت ہے۔ مولانا نور الحسن، حضرت شاہ محمد اسحاق کے بہت ممتاز اور فاضل شاگرد تھے، انہوں نے صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری، حضرت شاہ محمد اسحاق سے دو مرتبہ پڑھی اور ان کا برسوں تک مدرسہ شاہ محمد اسحاق میں قیام رہا۔

دوسرے ہندوستان کے مشہور محدث وفقیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی [وفات: ۱۳۲۳ھ] کے درس میں یہ نسخہ پڑھا گیا اور اس پر کثرت سے قلم سے اصلاح ودرستگی کی گئی ہے، زیادہ تر اصلاحات حاشیوں پر ہیں، بہت سے مقامات پر متن میں لفظ کو موقع پر درست کر دیا ہے۔

یہ نسخہ بڑے سائز کے [طول ۲۸ سینٹی میٹر، عرض ۲۰ سینٹی میٹر] چھے سو ستّر ۶۷۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے بعد چودہ صفحوں کا غلط نامہ بھی شامل ہے، فی صفحہ ۲۵ سطریں ہیں، خط نسخ میں بہت عمدہ تو نہیں، لیکن کتابت صاف ہے اور حاشیوں کے لئے جگہ کو، نیلی لائن سے واضح کیا گیا ہے، پوری کتاب اسی ترتیب پر ہے۔

کتاب کے اختتام پر اس نسخہ کے سن طباعت، مطبع اور مقام طباعت کی، ان الفاظ میں صراحت ہے:

”وكان الفراغ من هذه النسخة المباركة، الميمونة المسمّى بالنسائي، سنة ست و خمسين بعد الألف والمأتين من الهجرة النبوية، على صاحبها الصلوٰة والتحية، في دار الخلافة شاه جهان آباد (۲۸) في عهد بهادر شاه“ (۲۹-۳۰)

تصحیح وتعلیق سنن ابوداؤد

حضرت شاہ صاحب نے سنن ابوداؤد کا بھی، ایک نسخہ بڑی توجہ سے صحیح اور مکمل فرمایا تھا، یہ اصل نسخہ مولانا سید نذیر حسین کے پاس تھا، جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں ضائع ہو گیا تھا، مولانا سید نذیر حسین دہلوی اس کو بہت یاد کرتے تھے اور ہمیشہ اس کے ضائع ہونے پر افسوس کرتے رہتے تھے۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی، مصنف عون المعبود نے، عون المعبود کے حرف اختتام میں، اس نسخہ کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

”أن الشيخ العلامة محدث الهند عبد العزيز ابن ولي الله الدهلوي قد صحح نسخة من سنن أبي داؤد وعارضها وقابلها على عدة من النسخ الصحيحة، وقد حشّاها من أول الكتاب إلى آخره، فلم يترك موضعاً واحداً من المواضع الصعبة من غير إيضاح ومن غير كشف.“ (۳۱)

بعد میں یہ نسخہ مولانا سید نذیر حسین صاحب کے پاس پہنچا جس کی وہ قدر کرتے تھے، مگر ۱۸۵۷ء کے حادثوں میں، وہاں سے بھی ضائع ہو گیا تھا، جس کا مولانا ڈیانوی نے اس طرح تذکرہ کیا ہے:

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

” و قد وصلت تلك النسخة الصحيحة المباركة إلى شيخنا السيد نذير حسين وقد بقيت عنده إلى أن جاء ت أيام فتنة الهند، فضاع الكتاب في تلك الفتنة، ورأيته رحمه الله تعالیٰ لما يذكر قصة ضياع الكتاب يحزن كثيرًا ويتأسف تأسفًا عظيمًا، ويصير مغموماً ويقول لو وجدت ذلک الكتاب عند أحد اشتريته منه بأغلى ثمن مع عجزي وفقري وقلة بضاعتي“.(۳۲)

حواشی

(۲۳) ازالۃ الغین عن بصارۃ العین تین بڑی جلدوں میں فارسی میں ہے، یہ فقرہ تیسری جلد کے نویں مبحث میں آیا ہے، یہاں اس کا صرف ترجمہ حاضر ہے۔

(۲۴)مقالات طریقت عبدالرحیم ضیاء ص:۳۳، طبع اول (حیدرآباد:۱۲۹۲ھ)

(۲۵)ٹونک میں محفوظ دونوں جلدوں کے ابتدائی اور آخری صفحات کے عکس کے لئے،مکرمی صاحبزادہ ڈاکٹر صولت علی خاں صاحب[ڈائریکٹر مولانا ابوالکلام آزاد،عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ـــــ ٹونک راجستھان]اور مولانا صلاح الدین قمرمیاں صاحب ٹونک کا ممنون ہوں۔شکریہ!

(۲۶)ان جلدوں کے تعارف اور مزید معلومات کے لئے دیکھئے: فہرست نسخہائے خطی فارسی کتاب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ ص:۸-۱۱ مرکز تحقیقات فارسی ایران، دہلی:۱۹۸۶ء ان نسخوں کے اول آخر صفحات کے عکس کے لئے شعبۂ مخطوطات کے نگراں، مولانا فیضان نگرامی اوران کے معاون، مولوی عبدالرحمٰن اندوری کا شکریہ!

(۲۷) مقدمہ حکیم انیس احمد پھلتی،شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان، تالیف:حکیم محمود احمد برکاتی ص:۲۰ طبع اول، لاہور:۱۹۷۶ء

(۲۸-۲۹)شاہ جہاں آباد پرانی دلّی کو کہتے تھے، جو ہندوستان کا مرکز حکومت تھا اور بہادر شاہ ظفر ہندوستان کا آخری مسلم حکمراں تھا

(۳۰) یہ نسخہ جس کا یہاں تعارف کرایا گیا، ہمارے ذخیرہ میں محفوظ ہے اور میں نے اس طباعت کے کم سے کم دو نسخے اور دیکھے ہیں، جس میں سے ایک حضرت شاہ عبدالعزیز کے شاگرد، مولانا منشی جمال الدین، مدار المہام بھوپال کی ملکیت میں رہا تھا اس پر منشی جی کی مہر اور تحریریں ہیں اور اسی نسخہ میں انہوں نے کئی سال تک پڑھایا بھی ہے۔

(۳۱)خاتمة الكتاب للمؤلف ص:۵۵۲، ج:۴[طبع اول مطبع انصاری دہلی، صفر۱۳۲۲ھ]

یہی بات اس طباعت کے مصحح، مولانا تلطف حسین محی الدین پوری عظیم آبادی نے خاتمۃ الطبع میں لکھی ہے اوران تمام نسخوں کا مکرر تعارف کرایا ہے، جس کا مصنف عون المعبود نے خاتمۃ الکتاب میں تذکرہ کیا ہے۔

ہمارے ذخیرہ میں عون المعبود کی یہ پہلی طباعت موجود ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس نسخہ کی بعد میں تصحیح بھی کی گئی ہے،متن وحواشی میں تصحیح کی علامات وکلمات درج ہیں۔

یہاں افسوس کے ساتھ اپنے ذخیرہ کے ایک اورنسخہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، جو ضائع ہوگیا، یہ غاية المقصود کی پہلی طباعت کی پہلی جلد تھی، جس کا صفحہ صفحہ تصحیح مکرر اور نظر ثانی سے رنگین تھا، ممکن ہے، یہ مولانا شمس الحق صاحب کی کاوش اور قلم ہو یا کسی اور نے اس کی مکمل مکرر تصحیح فرمائی ہو، یہ نسخہ ہمارے یہاں سے غائب ہوگیا ہے۔اناللہ وانا الیہ راجعون

(۳۲)خاتمة الكتاب للمؤلف ص:۵۵۲، جلد:۴، مطبع انصاری دہلی:۱۳۲۲ھ

[جاری......]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

معاملات کی صفائی

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

دنیا میں بہت سی مخلوقات ایسی ہیں کہ وہ اپنے باقی رہنے میں اپنی ہم جنس کی محتاج نہیں ہیں، جیسے درخت ہے، درخت کو اپنے ہی جیسے درخت کی ضرورت پیش نہیں آتی، بلند و بالا پہاڑ اپنے باقی رہنے میں دوسرے پہاڑ کے محتاج نہیں ہیں؛ لیکن جاندار اور خاص کر انسان اپنی زندگی میں اپنی ہم جنس مخلوق اور انسان کے محتاج ہیں، ماں باپ کا 'بڑھاپا' بال بچوں کے بغیر گذارے نہیں گذرتا، بچے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا کے بغیر بچپن سے جوانی تک کا سفر طئے نہیں کر سکتے، ایک خاص عمر کو پہنچنے کے بعد ہر شخص کو ایک رفیق کی ضرورت پیش آتی ہے، جو شوہر و بیوی کی شکل میں مہیا ہوتا ہے، یہ ضرورتیں تو چھوٹے سے خاندان سے متعلق ہیں، اس سے باہر نکلئے تو ضرورتوں کا دائرہ اور وسیع ہو جاتا ہے، تاجر و گاہک ایک دوسرے کے محتاج ہیں، آجر و مزدور کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے

سماج کے دو یا اس سے زیادہ افراد کے درمیان باہمی احتیاج و ضرورت کی بناء پر جو مالی تعلق قائم ہوتا ہے، اسی کو فقہ و قانون کی زبان میں "معاملہ" کہتے ہیں، معاملات میں بعض دفعہ "ادھار" کی بھی نوبت آتی ہے اور مہلت کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں، ایسے وقت میں خاص کر باہمی نزاع کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے، عام طور پر معاملات میں جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں، وہ بڑی شدت اختیار کر جاتے ہیں؛ اس لئے کہ مال کی حرص اور مال کے سلسلہ میں بخل انسانی فطرت میں داخل ہے، ایسے اختلافات محبت کے رشتوں کو کڑواہٹوں میں تبدیل کر دیتے ہیں، کینہ و کدورت کی آگ سینوں کو سلگا کر رکھ دیتی ہے؛ یہاں تک کہ لوگ مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں، اور قتل و قتال تک نوبت آجاتی ہے۔

یہ اختلاف عام طور پر دو اسباب کی وجہ سے رونما ہوتا ہے:

ایک: بددیانتی

دوسرے: معاملات میں ابہام

بددیانتی اور خیانت کے واقعات تو دن رات پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے کہ بددیانتی آج کی دنیا میں جرم کی بجائے آرٹ بن چکا ہے اور بعض لوگ ایسی حرکتوں کو ہوش مندی اور عقل مندی باور کرتے ہیں؛ لیکن بہر حال جو لوگ دین و شریعت سے جڑے ہوئے ہیں، نماز و روزہ کے پابند ہیں اور اسلامی وضع قطع رکھتے ہیں، وہ بڑی حد تک اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں؛ لیکن معاملات میں ابہام اور صفائی و وضاحت کا نہ ہونا ایسی بیماری ہے، جس میں یہ طبقہ بھی گرفتار رہتا ہے، قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر: ۲۸۲ ہے، جو آیت 'مداینت' کہلاتی ہے، اس میں قرض کا ایک اہم حکم بتایا گیا ہے اور خاص طور پر ایسے معاملہ کو لکھ لینے کا حکم دیا گیا ہے، عدّاء بن خالد بن ہوذہؓ کے پاس خرید و فروخت کی ایک دستاویز تھی، جو رسول اللہ ﷺ نے تحریر کرائی تھی، اس میں خریدار کی حیثیت سے عدّاءؓ کا نام تھا اور فروخت کنندہ کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کا (سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی کتابۃ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الشروط،حدیث نمبر:۱۲۶۰)،اس سے معلوم ہوا کہ خرید وفروخت نقد ہوتب بھی لکھ لینا بہتر ہے۔

خرید وفروخت کی ایک صورت یہ ہے کہ قیمت نقد ادا کردی جائے اور خریدی جانے والی شئے ادھار رکھی جائے،اس کو شریعت کی اصطلاح میں ''سَلم'' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں ایسی خرید وفروخت کا عام رواج تھا،آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی؛ لیکن فرمایا کہ پیمانہ متعین ہونا چاہئے،وزن متعین ہونا چاہئے اور مدت متعین ہونی چاہئے:

''**من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم، ووزن معلوم، الی اجل معلوم**'' (صحیح البخاری،کتاب السلم،باب السلم فی وزن معلوم،حدیث نمبر:۲۲۴۰)

فقہاء نے اس سلسلہ میں مزید تفصیل کی ہے کہ چوں کہ شریعت کا منشاء نزاع کو روکنا اور جھگڑے کا سد باب کرنا ہے؛اس لئے ان تمام چیزوں کا متعین اور واضح ہونا ضروری ہے،جن کے بارے میں آئندہ اختلاف پیدا ہوسکتا ہے، جوشیء ادھار ہے، وہ بھی متعین ہو، جیسے چاول، گیہوں، پھر اس کی قسم بھی متعین ہو، جیسے باسمتی چاول،کوالیٹی اور کیفیت میں بھی ابہام نہ ہو، جیسے اعلیٰ درجہ، درمیانی درجہ وغیرہ، سامان کی ڈیلیوری کی جگہ بھی مقرر ہو، مثلاً یہ چیز فلاں شہر میں مہیا کی جائے گی، وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قرض وادھار کی تمام صورتوں کے بارے میں اصولی بات فرمائی ہے کہ ادائیگی کی مدت واضح اور متعین ہونی چاہئے،کوئی شخص کہے کہ کھیت کی کٹائی یا فلاں شخص کے دینے تک کے لئے ادھار ہے،تو اس کا اعتبار نہیں؛ بلکہ مدت یا ادائیگی کا وقت کسی ابہام کے بغیر مقرر ہونا چاہئے:

''**لا تسلف لی العطاء ولا لی الحصاد، واضرب اجلا**'' (اعلاء السنن:۱۴/۳۸۱،بہ حوالہ:مصنف ابن ابی شیبۃ)

آج کل دارالافتاء، دارالقضاء اور محکمہ شرعیہ وغیرہ میں متعدد ایسے معاملات آتے رہتے ہیں، جن میں آپسی جھگڑے کی بنیاد معاملات کا واضح نہ ہونا ہے،اس وقت اس کی چند صورتوں کا ذکر مناسب محسوس ہوتا ہے:

☆ بعض اوقات والد ایک کاروبار شروع کرتے ہیں،اس وقت بچے چھوٹے ہوتے ہیں، بچے جیسے جیسے بڑے ہوئے ان میں سے بعض والد کے ساتھ کاروبار میں لگ جاتے ہیں، بعض ملک یا بیرون ملک میں اچھی ملازمتیں حاصل کر لیتے ہیں، ایسا بھی ہوتا ہے کہ بڑے لڑکے تو کاروبار میں شامل ہوگئے؛ تاکہ تجارت کو فروغ دیں اور اس کی وجہ سے وہ آگے تعلیم حاصل نہیں کرسکے، چھوٹے بھائیوں نے تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ ملازمتوں پر فائز ہوگئے،اب والد کے انتقال کے بعد جب ترکہ کی تقسیم کا مسئلہ آیا تو جس بھائی نے کاروبار میں تعاون کیا تھا، وہ چاہتا ہے کہ اس کو اس کی محنت کا معاوضہ ملے،اور چھوٹے بھائیوں کا مطالبہ ہوتا ہے کہ ترکہ برابر تقسیم کیا جائے،بعض دفعہ اس میں اُن بھائیوں کے ساتھ بظاہر ناانصافی ہوتی ہے، جنھوں نے کاروبار کو فروغ دینے کے لئے خود الگ سے کوئی ملازمت نہیں کی یا اپنی تعلیم کو قربان کیا، بعض دفعہ اس کے برعکس صورت حال بھی پیش آتی ہے کہ جو بھائی کاروبار میں شریک تھا، وہ پورے کاروبار پر قابض ہوجاتا ہے، اور دوسرے بھائی بہنوں کو بے دخل کردیتا ہے، -- اگر والدین بچوں کو کاروبار میں شریک کرتے ہوئے وضاحت کردیں کہ تمہاری حیثیت پارٹنر کی ہوگی اور تم اس میں اتنے فیصد کے مالک ہوگے، یا تمہاری حیثیت ملازم کی ہوگی اور تم ماہانہ اتنی تنخواہ کے مستحق ہوگے، یا تم میرے معاون ومددگار رہو، الگ سے تمہارا کوئی حصہ نہیں ہوگا تو بعد کو چل کر اس طرح کا اختلاف پیدا نہیں ہوگا۔

☆ عملی تعاون ہی کی طرح بعض دفعہ مالی تعاون میں بھی یہ صورت پیش آتی ہے، جیسے والد کی تجارت میں ان کے مطالبہ پر یا بلا مطالبہ بعض بچوں نے مختلف موقعوں پر پیسے دئے، یہ سرمایہ کاروبار کا حصہ بن گیا؛ لیکن یہ بات متعین نہیں ہوئی کہ سرمایہ لگانے والوں کا کاروبار میں خصوصی شیئر ہوگا، یا ان کی یہ رقم قرض

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے جو بعد میں ادا کی جائے گی، یا اپنے والد کا تعاون ہے؟ یہ عدم وضاحت پھر بعد میں بڑے جھگڑے کا سبب بنتی ہے، جن لڑکوں نے رقم دی تھی وہ زائد حصہ چاہتے ہیں، اور دوسرے بھائی پورے کاروبار کو والد کا ترکہ قرار دیتے ہیں۔

☆ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بھائی نے کاروبار شروع کیا، سب لوگ مل کر رہ رہے تھے، مختلف بھائیوں نے حسب گنجائش موقعہ بہ موقعہ کاروبار میں رقم لگائی، بعض نے نہیں لگائی، بعض محنت میں شامل ہوئے، بعض نہیں ہوئے، اب ہوتا یہ ہے کہ جس بھائی نے کاروبار شروع کیا تھا، وہ سمجھتا ہے کہ یہ پورا کاروبار تنہا اسی کی ملکیت ہے، اور دوسرے بھائی اپنے حصہ کے دعویدار ہوتے ہیں، یہ بات اس وقت زیادہ پیش آتی ہے، جب والد کی زندگی میں اس نوعیت کا کاروبار شروع ہوا ہو، کبھی کبھار وہ بھی دوکان پر بیٹھ جاتے ہیں، یا تجارت شروع کرنے والے بچے نے اپنے والد کے نام سے تجارت شروع کی، اگر شروع ہی میں یہ بات واضح ہوجائے کہ یہ کاروبار مشترک ہے، یا جس بھائی نے شروع کیا ہے، اس کا ہے اور جن دوسرے بھائیوں نے کچھ پیسے لگائے ہیں یا محنت کی ہے، وہ تعاون ہے یا قرض ہے یا شرکت ہے؟ اور اگر اسی کاروبار سے گھر کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں تو یہ بہ طور شرکت کے ہے، یا جس کا کاروبار ہے اس کی طرف سے تبرع و احسان ہے؟ تو بعد میں اختلاف پیدا نہ ہو۔

☆ اسی طرح کی صورت حال بعض دفعہ اراضی کی خریداری میں پیش آتی ہے، ایسا ہوتا ہے کہ بعض لڑکے بیرون ملک ملازمت کررہے ہوتے ہیں، وہ زمین یا مکان کی خریداری کے لئے رقم بھیجتا ہے، اب والد نے اس رقم سے اپنے نام مکان یا زمین خرید کرلی، یا اپنے کسی ایسے لڑکے کے نام خرید کردی جو ہندوستان میں ہے؛ حالاں کہ پیسے بھیجنے والے کا مقصد اس کے لئے جائداد خریدنا ہے اور والد کی بھی یہی نیت ہے، بھائیوں کو معلوم ہے؛ لیکن جب والد کا انتقال ہوا تو نیت بدل گئی اور اصل صاحبِ حق کا نقصان ہوگیا؛ اس لئے اولاً تو خود رقم بھیجنے والے لڑکے کو چاہئے کہ اپنے والد پر اس بات کو واضح کردے کہ اس کی نیت خود اپنے لئے زمین خریدنے کی ہے اور والد کو بھی چاہئے کہ اس کی نیت دریافت کرکے اس کے نام سے زمین خریدے، اور اگر اس میں کوئی قانونی دقت ہو تو اپنے نام سے خرید کر اس لڑکے کے نام ہبہ نامہ بنادے، یا اس کو پاور آف اٹارنی دے دے، یا کم سے کم اپنا یہ اقرار نامہ رجسٹرڈ کرادے کہ یہ زمین حقیقت میں میرے فلاں لڑکے کی ملکیت ہے، میں خود اس کا مالک نہیں ہوں اور میرے دوسرے ورثہ کا بھی اس سے حق متعلق نہیں ہے۔

☆ اسی طرح کا اختلاف بعض اوقات مکان کی تعمیر میں بھی پیدا ہوتا ہے، جیسے والد نے مکان کی تعمیر شروع کی اور بعض لڑکوں نے اس میں پیسے دئے؛ لیکن ان کا پیسہ دینا کس حیثیت سے ہے؟ یہ واضح نہیں ہوتا، بعد میں پیسہ دینے والے لڑکے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس مکان میں اس کا خصوصی شیئر ہو اور دوسرے لڑکے پورے مکان کو والد کا ترکہ قرار دیتے ہیں، یہی صورت حال اس وقت بھی پیش آتی ہے جب اتفاق واتحاد کے ماحول میں کوئی بھائی مکان کی تعمیر شروع کرتا ہے، اب کئی بھائیوں میں سے ایک دو کچھ پیسے لگا دیتے ہیں، کوئی اپنا وقت دے دیتا ہے، اور یہ بات طئے نہیں ہوتی کہ اس مالی اور عملی تعاون کی حیثیت کیا ہوگی؟ اگر یہ شروع میں طئے پاجائے تو نہ دل کے آبگینے ٹوٹیں گے نہ کینہ وکدورت کی آگ سلگے گی۔

☆ ایک قابل توجہ بات تقسیم میراث کی ہے، جیسے ہی مورث کا انتقال ہوا، اس کے ترکہ سے تمام ورثہ کا حق متعلق ہوجاتا ہے، اور ترکہ میں مرنے والے کی تمام چیزیں شامل ہیں، مثلاً اگر ایک لڑکا مرنے والے کے ساتھ اس مکان میں مقیم تھا، اب والد کی وفات کے بعد تنہا اس مکان کو یا والد کی دوسری اشیاء کو استعمال کررہا ہے تو اپنے شیئر سے زیادہ حصہ جو اس کے استعمال

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حدیث نبوی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ:انّ الذی لیس فی جوفہ شیئی من القرآن کالبیت الخرب.

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ نہ ہو، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ [ترمذی:۱۳۲۹]

میں ہے، وہ اس کے حق میں گناہ اور حرام ہے، پھر تقسیم میں جتنی تاخیر ہوتی جاتی ہے الجھنیں بڑھتی جاتی ہیں اور اختلاف کے مواقع بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں؛ اس لئے شریعت کا مقرر کیا ہوا اصول یہ ہے کہ مرنے والے کے گذرنے کے بعد جلد سے جلد ایک دو دنوں کے اندر تمام ورثہ بیٹھ کر شریعت کے حکم کے مطابق اپنے حصے تقسیم کرلیں اور اس تقسیم میں ہر چیز کو شامل کریں؛ کیوں کہ قرآن مجید میں ترکہ کے لئے ''مَا تَرَکَ'' کے الفاظ آئے ہیں، یعنی مرنے والا جو بھی چھوڑ جائے؛ اس لئے گلاس اور پلیٹیں بھی ترکہ میں شامل ہیں، ہاں، اگر مرحوم کی بعض اشیاء کے استعمال کے بارے میں ورثہ کا اتفاق ہوجائے کہ یہ چیز فلاں کے استعمال میں رہے گی تو حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ دوسرے حق داروں کی طرف سے اس کے حق میں ہبہ ہے۔

یہ اور اس طرح کے معاملات میں جہاں وضاحت ضروری ہے، وہیں یہ بھی مناسب ہے کہ ان معاملات کو تحریر میں لے آیا جائے اور اس تحریر پر تمام متعلقہ لوگوں اور کچھ گواہوں کے دستخط ہوجائیں؛ تاکہ آئندہ طے پانے والے امور کے سلسلہ میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو، حقیقت یہ ہے کہ اگر معاملات کی اچھی طرح وضاحت ہوجائے اور اسے تحریر میں لایا جائے تو زمین وجائداد کے پچاس فیصد جھگڑے ختم ہوجائیں اور اختلاف کی نوبت ہی نہیں آئے۔

بے میم مسلمان شاہ سعودی کے نام

جناب سرفراز بزمی
سوائی مادھو پور (راجستھان)

☆

سلفی ہے اگر تو ، ترے اسلاف کی پہچان
ڈر میں بھی زباں ہو تو فقط حق کی ثنا خوان

اے پیر حرم! پیر کلیسا کی غلامی
اللہ سے ڈر فیصلۂ خلق خدا مان

اسلام سے نفرت ہے عداوت ہے حرم سے
یہ جنگ نہیں معرکۂ سنی و ایران

تو وادیِ بطحا کی فضاؤں سے برومند
لیکن تیرے اعصاب ہیں مغرب کے ثنا خوان

در پردہ تری سامری زادوں سے محبت
وہ جن کی فلسطین کے قاتل کی ہے پہچان

کعبے کی کمائی سے کلیسا کا تحفظ
اللہ سمجھ دے تجھے بے ''میم'' مسلمان

دامن پہ ترے داغ ہیں معصوم لہو کے
زخمی ہے تری ضرب سے غزہ کا مسلمان

تعمیر حرم، خدمت حجاج و سقایہ
تحدید ''ولم یخش'' سے مشروط ہے فرمان

سر ریت میں پوشیدہ نہ کر مثل شتر مرغ
مومن کی بصیرت سے نوازے تجھے رحمان

بزمی وہ نمک خوار سعودی تو ہے لیکن
اتنا بھی نہیں ہو کہ اسے بیچ دے ایمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

والدین سب سے بڑا رشتہ

مولانا قاضی عبدالحی قاسمی (حیدرآباد)

کچھ رشتے جب پاس ہوتے ہیں تو اتنے اہم نہیں لگتے مگر جب چلے جاتے ہیں تو اتنا بڑا اخلا چھوڑ جاتے ہیں کہ کئی انسان مل کر بھی اس خلا کو پر نہیں کر سکتے، ان میں سے ایک رشتہ والدین کا ہے جب یہ چلے جاتے ہیں تو انسان کی دنیا ویران ہو جاتی ہے۔

والدین، یہ عجیب رشتہ ہے جو لڑکا اور لڑکی کی شادی کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جس دن یہ ماں باپ بن جاتے ہیں، اپنے لئے کم جیتے ہیں اور بچوں کے لئے زیادہ۔ ماں جب اپنے بچے کو نو ماہ پیٹ میں رکھتی ہے تو باپ لا پرواہ نہیں ہوتا، بلکہ ایک ایک لمحہ اس پر بھاری ہوتا ہے کیونکہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور جب اللہ انہیں اولاد سے نوازتا ہے تو ماں اور باپ کا سارا دھیان بچے کی طرف ہوتا ہے، اپنی ضروریات اپنی خوشیاں سب بچے کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہیں۔ باپ بننے کے بعد باپ وہ اپنی خوشی کا نہیں سوچتا بلکہ بیوی اور بچے کی پسند ان کی ضرورت کی مطابق زندگی گزارتا ہے اپنے کھانے کی فکر کم ہوتی ہے بیوی اور بچے کی فکر زیادہ، خود کو ایک مزدور کی طرح تھکاتا ہے تو گھر جا کر بیوی کی ایک مسکراہٹ اور بچے کا چہرہ دیکھ کر ساری تھکان دور ہو جاتی ہے، نہ جانے وہ قوت کہاں سے آجاتی ہے، باپ بننے کے بعد پہاڑ جیسی تکلیف اور سمندر جتنا آنسو سب جذب کر لیتا ہے، یقین جانئے ماں یا باپ کسی ایک کے بغیر زندگی بہت تکلیف دہ ہے۔ جب تک باپ زندہ ہے ایک کانٹا بھی چبھنے نہیں دیتا اور جب تک ماں زندہ ہے کسی دوسرے کی محبت کی ضرورت نہیں پڑے گی، ماں اگر محبت کا دریا ہے تو باپ وہ آسمان ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

آج انٹرنیٹ، موبائل اور سوشل میڈیا نے نوجوانوں کی زندگی کو اتنا مصروف بنا دیا کہ ان کے پاس اپنے والدین کے لئے وقت ہی نہیں رہا آج ہم فیس ٹو فیس بات کرنا پسند نہیں کرتے، یہ بات درست ہے کہ ٹکنالوجی نے دنیا بھر کے لوگوں کو قریب کر دیا ہے لیکن ہمیں اپنوں سے دور کر دیا ہے، ان ہاتھوں کو بھول کر اپنی دنیا میں مگن نہ ہو جائیں جن ہاتھوں کو تھام کر آپ دنیا کمانے کے قابل ہوئے ہیں۔

جن کو ماں باپ نے اپنا خون پسینہ ایک کر کے ڈگریاں دلائیں آج وہ اپنی بیوی بچوں میں مست اے سی، کے کمروں میں ہیں، ان کے ماں باپ آج اولڈ ایج ہوم میں ہیں، کیا وجہ ہے کہ وہ یہاں پہنچ گئے، وہ کہیں گے کہ ہمارا بچہ امریکہ میں رہتا ہے، شادی کر لی اور بیوی کو لے کر چلا گیا۔ باپ نے پڑھایا لکھایا ایک قابل انسان بنایا، آج بیٹا اتنا قابل ہو گیا کہ ماں باپ کو ساتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں، کاش اگر بہوئیں اپنے ساس، سسر کو اپنے ماں باپ مانیں، تو پوری دنیا میں ایک بھی اولڈ ہاؤس نہیں رہے گا۔

معاشرہ کا ایک کڑوا سچ یہ بھی ہے کہ یتیم خانوں میں غریبوں کے بچے پلتے ہیں اور اولڈ ہوم میں بزرگ امیروں کے ملتے ہیں۔ درخت بوڑھا ہو کر پھل نہ بھی دے، وہ سایہ ضرور دیتا ہے، کاش یہ بات اولاد کی سمجھ میں آجائے۔

والدین اپنا وقت اپنی عمر اپنا پیسہ اپنی سوچ و فکر سب کچھ قربان کرتے ہیں، وہ بھی بنا کسی لالچ کے، انہوں نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا کہ وہ جس پر خرچ کر رہے ہیں وہ انہیں آگے جا کر کوئی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فائدہ پہنچائے گا کہ نہیں۔ بالآخر ایک دن وہ سب کچھ قربان کر کے خود کمزور پڑ جاتے ہیں، تو اس وقت ایک عاجزانہ خواہش جنم لیتی ہے کہ جس طرح ہم نے اپنے بچوں کے کمزور اور لڑکھڑاتے قدموں کو تھام کر انہیں چلنا سکھایا، بالکل اسی طرح ہمارے بچے بھی ہمارا سہارا بنیں، ہم چلنا بھول گئے ہیں ہمیں چلنا سکھائیں، ہم کھانا بھول گئے ہیں ہمیں کھانا کھلائیں، ہم جینا بھول گئے ہیں ہمیں جینا سکھائیں، ہم ہنسنا بھول گئے ہیں ہمیں ہنسنا سکھائیں، خدارا اپنے والدین کی قدر و قیمت کو پہچانیں، اپنے والدین کے حق میں دعا کریں انشاء اللہ آپ کی سب جائز دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرے گا، اگر آپ کے والدین حیات ہیں تب بھی اور اگر وفات پاچکے ہیں تب بھی ان کے حق میں دعا ضرور کیا کریں۔ والدین کا خیال رکھیں، ان کی قدر کریں، ان کے لئے وقت نکالیں ان کا کوئی نعم البدل نہیں ہے، مگر افسوس کہ آج کچھ گھروں میں بچے اور بہو نے مل کر والدین کا جینا مشکل کر دیا ہے جس کی وجہ سے والدین ٹینشن اور ڈپریشن میں جارہے ہیں۔ بچے والدین کے لئے سائیلنٹ کلر ہو گئے، ان کو مارنے کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں، گن بندوق کی ضرورت نہیں، بچے اپنی حرکتوں سے مار دے رہے ہیں، بچے والدین کو اتنا ستا رہے ہیں کہ وہ ڈپریشن میں جارہے ہیں، یقین جانئے کہ بچوں کی وجہ سے کئی والدین مرگئے ہیں، موت آنی ہی ہے لیکن بچے موت کا سبب بن رہے ہیں، خدا کے لئے ان کی موت کا سبب آپ نہ بنیں۔

قرآن نے والدین کو اُف تک کہنے سے منع کیا ہے، جم جا کر تھوڑا سا طاقت ور کیا ہو گئے، والد پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں، اب والدین بچوں سے ڈر رہے ہیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں (۱) کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا (۲) ماں باپ کو ستانا (۳) ناحق کسی کا قتل کرنا (۴) جھوٹی قسم کھانا۔ (مسلم)

مسجد میں لوگ خطیب صاحب کو پرچی دیتے ہیں کہ میری نانی بیمار ہے، کل میرا انٹرویو ہے خطیب صاحب ذرا دعا کرا دیجئے گا، ایک روایت بھی نہیں ملتی کہ اللہ خطیب و امام کی دعا رد نہیں کرتا لیکن یہ روایت ہے کہ والد کی دعا اولاد کے حق میں اللہ رد نہیں کرتا، ماں باپ کو دعا کے لئے پرچی دینے کی ضرورت بھی نہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے ساری زندگی ان کی دعائیں لیتے رہئے، یہ بوڑھے ماں باپ آپ کے گھر میں دعاؤں کی فیکٹریاں ہیں۔ امام ابن سیرین کی والدہ فوت ہوئیں، دھاڑیں مار مار کے رونے لگے، کسی سے کہا امام صاحب آپ ہمیں صبر کی تلقین کرتے ہو اور خود دھاڑیں مار مار کے رو رہے ہو، انہوں نے کہا کہ میں اس لئے نہیں رو رہا ہوں کہ میری اماں فوت ہو گئیں، اس لئے رو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں جانے کے لئے میرے لئے دو دروازے کھولے تھے ماں کی شکل میں اور باپ کی شکل میں، اس میں سے آج ایک دروازہ بند ہو گیا ہے، یاد رکھو جس دن ماں باپ کی آنکھیں بند ہو جائیں گی، تو دعائیں دینے والا کوئی نہیں ہوگا، سب حسد کرنے والے ہوتے ہیں، آپ کی ترقی سے لوگ جلتے ہیں، ماں باپ وہ واحد ہستی ہیں جو آپ کی ترقی کو اپنی ترقی سمجھتے ہیں۔

افسوس ہوتا ہے، دل دکھتا ہے، روح کانپتی ہے، یہ دیکھ کر کہ آج کے نوجوان لڑکیاں اور لڑکے اپنے ماں باپ کو غصہ سے جھڑکتے ہیں، گالیاں بکتے ہیں یا ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں، جن لوگوں نے اپنے بچوں کو صرف دنیاوی تعلیم دی، اکثر ایسے لوگوں کے بچے اپنے باپ کی لاش لینے کو تیار نہیں ہوتے، تدفین کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھتا، ان کے پاس دنیا کی دولت کم نہ تھی، وہ کروڑوں کے مالک تھے، مگر دین کا فہم نہیں تھا، بچوں کو دنیا چاہے جتنی مرضی دیدو، جب تک دین نہ دو گے وہ خود غرض اور جاہل ہی رہیں گے۔ والدین کے انتقال کے بعد کوئی مغفرت کی دعا کرنے والا نہ ہو تو یہ کیسی بدنصیبی ہے۔ کاش ان بچوں کو دین سکھاتے تو یہ بچے بڑھاپے میں خدمت بھی کرتے، نخرے بھی اٹھاتے اور ان کے انتقال کے بعد کوئی مغفرت کی دعا کرنے والا بھی ہوتا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مرثیہ بر وفات والد محترم حافظ عبداللہ صدیقی پھلتیؒ

تاریخ وفات 24 جولائی 2023

از قلم: عبدالرب حمّادؔ پھلتی

آپ تھے مستند، آپ تھے معتبر
دعوتِ دیں رہا آپ کا مستقر
آپ کی گفتگو دیر پا پُر اثر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

آپ تنہا بھی رہ کر تھے اک کارواں
آپ تھے وقت کی دھوپ میں سائباں
آپ کی فکر تھی تا زمیں آسماں
آپ نے پائی تھی اک سیاسی نظر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

درس و تدریس تھا آپ کا راستہ
اہلِ حق سے رہا آپ کا واسطہ
اور ولیوں کے گھر سے رہا رابطہ
ظلمتوں میں کیا روشنی کا سفر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

تھی مثالی بہت آپ کی زندگی
تھی نرالی بہت آپ کی زندگی
تھی کمالی بہت آپ کی زندگی
راہِ پُر خار میں آپ تھے راہبر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

اک بصیرت بھی تھی اک بصارت بھی تھی
ذہن و دل میں نہاں اک فراست بھی تھی
اور بے بس کے حق میں حمایت بھی تھی
آپ رکھتے تھے فطری شعوری نظر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

اب دکھوں سے بھری میری روداد ہے
آج بے بس و تنہا یہ حمّادؔ ہے
میں ہی کیا یہ پھلت سارا ناشاد ہے
آپ کی یاد سے مضطرب ہے جگر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

اپنی رحمت میں رکھے خدا آپ کو
اور کرے بخششیں بھی عطا آپ کو
باغِ فردوس میں دے جگہ آپ کو
یا الٰہی دعاؤں میں دے دے اثر
آپ کی شخصیت مثلِ شمس و قمر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

طلبۂ مدارس اور اُن کی علمی، اخلاقی اور تہذیبی اقدار

—— مولانا سید احمد اُنیس ندوی

گزشتہ دنوں ایک ویڈیو بہت گردش میں رہی، جس میں ایک مشاعرے میں طلبہ کا ہجوم ہے اور وہاں ایک بے پردہ خاتون شاعرہ دور حاضر کے نوجوانوں کی نفسیاتی کیفیت کے عین مطابق (بڑے بدتہذیبی والے) اشعار پیش کر رہی ہیں اور طلبہ اس پر داد تحسین دیتے ہوئے بے قابو ہوئے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ طلبہ علوم نبوت کی اس ذہنی عیاشی کو دیکھ کر مدارس سے دینی وقلبی تعلق رکھنے والا ہر شخص بے چین ہو گیا اور تبصروں کی بھرمار ہو گئی۔ بعض لوگوں نے بغیر تحقیق کے یہاں بھی مسلکی منافرت کی آگ لگا دی اور مخصوص ادارے کی طرف اس پروگرام کی نسبت کر کے بہتان عظیم کا گناہ اپنے سر لے لیا۔

یہ بات بالکل یقینی طور پر مجھے معلوم ہے کہ اُس مشاعرے کا کسی مدرسے یا دینی ادارے سے براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی وہ مشاعرہ کسی مدرسے میں منعقد ہوا۔ البتہ بعض ذمہ داران اگر پہلے سے کچھ توجہ فرما لیتے تو وہ پروگرام جہاں منعقد ہوا شاید وہاں بھی منعقد نہ ہو پاتا۔

خیر جو ہونا تھا وہ ہوا! اب سردست سوشل میڈیا پر جو بحث عام ہے وہ یہ کہ ہمارے عزیز طلبہ میں اُن اخلاقی قدروں کا فروغ کیسے ہو جو دراصل علمائے امت کی اہم میراث ہیں؟ ہمارے عزیز طلبہ اپنی تہذیبی وثقافتی شناخت کو کیسے باقی رکھ پائیں گے اور کیسے اس دور انحطاط میں وہ اپنے کو اخلاقی قدروں کے انحطاط سے بچانے میں کامیاب ہو پائیں گے۔

ایک بہت ہی اہم مجموعے پر جب یہ موضوع زیر بحث آیا تو ناچیز نے جو کچھ وہاں عرض کیا تھا اور اُسی مجموعے پر بعض اور مؤقر اہل علم حضرات کی جو آراء سامنے آئیں تھیں اُن کا کچھ خلاصہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں تا کہ ہمارے تمام ادارے بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ اس جانب توجہ دے سکیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ملت اسلامیہ کا یہ عظیم سرمایہ یوں ہی رفتہ رفتہ اپنی اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی وراثت سے تہی دامن ہوتا چلا جائے اور ہمارے ہزاروں بزرگوں کی بے مثال قربانیوں کے نتیجے میں ملت کے درمیان جو اعتماد واعتبار مدارس اسلامیہ کو حاصل ہے وہ ہماری اس غیر سنجیدہ روش کی وجہ سے متاثر ہو۔ یقین مانئے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا (لاقدر اللہ) تو ملت اسلامیہ ہندیہ کے لیے یہ ایک خسارہ عظیم ہوگا اور اس کے خطرناک نتائج سے آئندہ آنے والی نسلیں بری طرح متاثر ہوں گی۔ اس لیے میری دست بستہ درخواست ہے کہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور فرمائیں، اپنے بڑوں کو اس جانب جس طرح بھی ممکن ہو متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔

اب ترتیب وار وہ گزارشات آپ سب کی خدمت میں عرض کی جا رہی ہیں:۔

1- اس بات پر اہل علم ودانش کا تقریباً اتفاق ہے کہ طلبہ میں اخلاقی تنزلی کا ایک بڑا سبب اور ان کی بے راہ روی کی ایک اہم وجہ ان کا اکثر وبیشتر اوقات میں فارغ رہنا ہے۔ خوب یاد رکھیے کہ ذہین اور سنجیدہ طلبہ جو خود سے اپنی درسی صلاحیت اور علمی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

استعداد میں ترقی کے لیے فکرمند ہوتے ہیں وہ شاید پانچ سے دس فیصد ہوتے ہیں، کسی ادارے میں یہ تناسب کچھ کم زیادہ ہوسکتا ہے ورنہ ایک بڑی تعداد وہ ہوتی ہے جس کا اصل مقصد امتحان میں کامیاب ہوکر "عالم" و "مفتی" کی ڈگری کا حصول ہوتا ہے تاکہ ان ڈگریوں کے ذریعے وہ اپنے نام میں "مولانا" اور "مفتی" لکھ سکیں، کسی ادارہ کے "ناظم" بن سکیں اور متعدد دنیوی منفعتیں ہوتی ہیں جو ابتدا سے ہی ذہنوں میں پیوست ہوتی ہیں۔ اُن طلبہ کو اپنی صلاحیت و استعداد میں پختگی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ مطالعہ و مذاکرہ سے بچتے ہیں، مراجع و مصادر کے ناموں تک سے ناواقف ہوتے ہیں، عربی تو دُور اُردو کے نامور مصنفین و اُدبا کی کتابوں سے بھی استفادے کے قابل نہیں ہوتے۔ ایسے طلبہ کی ذہنی پستی کو اوران کے اس ''بے مقصد'' تعلیمی سفر کو ہمارا نظام تعلیم تقویت فراہم کرتا ہے۔

ہم نے اپنے یہاں داخلہ لینے اور ہرکس وناکس کو امتحانات میں کامیاب کرنے کا ایسا لچر اور ڈھیلا نظام قائم کررکھا ہے کہ کوئی بھی نیا طالب علم تعلیمی سال کی ابتدا اور درمیان میں جس وقت جس درجے میں داخلے کی درخواست کرتا ہے، ہم صرف اپنے ادارے میں طلبہ کی تعداد کو بڑھانے کی خاطر اس کی مرضی کے درجات یا کتابیں اس کو دے دیتے ہیں۔ ہمارا اپنا کوئی اصول و ضابطہ نہیں ہوتا، اور دوران تعلیم وہی انتہائی کند ذہن اور "بے مقصد" کا طالب علم جو اردو املا اور اردو تلفظ کا بھی ماہر نہیں ہے وہ بھی اردو کی چند شروحات کی مدد سے اور دس پندرہ مشہور سوالات کو رٹ کر بہت آسانی سے امتحانات میں کامیاب ہو جاتا ہے، اور اس طرح ایک ایسا طالب علم جسے عربی دوم اور عربی سوم کی کتابوں پر بھی پختگی حاصل نہیں وہ عالم و فاضل بن کر نکلتا ہے اور زمانے میں فتنہ انگیزیوں کا سبب بنتا ہے۔ جب تک ہمارے مدارس اسلامیہ اپنے داخلے کے اصول وضوابط کو اور دوران تعلیم امتحانات کو بہت ہی معیاری اور سخت نہیں بنائیں گے تب تک طلبہ پر اضافی بوجھ نہیں پڑے گا۔ اور جب تک ان پر اضافی بوجھ نہیں پڑے گا تب تک وہ مطالعہ و مذاکرہ میں وقت نہیں لگائیں گے اور ان کی صلاحیتوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

آپ عصری اداروں میں دیکھیں۔ AIIMS اور IIT کے امتحانات کا جائزہ لیں۔ ان کا Syllabus دیکھیں اور پرچے دیکھیں کہ کس طرح ان امتحانات میں کامیاب ہونے کی خاطر طلبہ کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں، مگر ہمارے مدارس میں خدا جانے یہ کون سا نظام ہے کہ سوالات کے طرز و اسلوب میں بھی تبدیلی کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح طلبہ کو مشغول رکھنے کے لیے اور مطالعے کا عادی بنانے کے لیے امتحانات کے علاوہ طلبہ کو اپنے ہی موضوعات سے متعلق مختلف Assignment اور Projects دیتے رہنا بہت ضروری ہے اور تجربات کی روشنی میں عرض کررہا ہوں کہ یہ طریقہ انتہائی مفید ہے۔

آج صورت حال یہ ہے کہ طالب علم پانچ چھ سال مرکزی اداروں میں گزار کر آتا ہے مگر وہ صرف وقت" گزار" کرآتا ہے اُس نے کبھی کسی موضوع پر چار سطریں بھی علمی تحقیق و جستجو کے ساتھ نہیں لکھی ہوتی ہیں، سوائے ان طلبہ کے جو اپنے ذاتی ذوق کی بنیاد پر یہ کام انجام دیتے ہیں۔ جب تک طلبہ کو ایسے تحقیقی کاموں میں مسلسل مشغول نہیں رکھا جائے گا اور ایسے انتظامات نہیں کیے جائیں گے کہ وہ مسلسل مطالعہ و تحقیق کے عادی بنیں تب تک ان کے ذہن میں یہ اطمینان رہے گا کہ مجھے امتحان سے پہلے والی رات میں گزشتہ پانچ سالوں کے پرچے حل کرنے ہیں اور دس پندرہ مشہور سوالات یاد کرنے ہیں اور پھر کامیابی میرا مقدر ہے!

ہونا تو یہ چاہیے کہ امتحانات اتنے سخت ہوں کہ تین گھنٹے تک طالب علم کو سر اٹھانے کی فرصت نہ ملے۔ عصری اداروں میں ہائی اسکول کی سطح پر بورڈ کے جو پرچے ہوتے ہیں ذرا ان کا جائزہ لے کر دیکھئے!

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

معروضی سوالات کے ذریعہ مسلسل طلبہ کے ٹیسٹ لئے جائیں، ہر باب کے مکمل ہونے پر اس کے نوٹس بنانا طلبہ کی ذمہ داری ہو اور اُن کو چیک کیا جائے اور اُس پر نمبرات دیئے جائیں۔ اوران کاموں میں مسلسل کوتاہیوں پر تادیبی کارروائی ہو۔امتحان میں ناکام طلبہ اگر اگلے سال بھی داخلہ لیتے ہیں تو ان کے تمام وظائف بالکل بند کردیے جائیں۔

آپ ایک مرتبہ اپنے اس پورے نظام پر غور وفکر کر کے یہ مثبت تبدیلیاں لائیے تو سہی! پھر دیکھئے کہ کیسے یہ طلبہ محنت کرتے ہیں اور کیسی تبدیلی ان میں واقع ہوتی ہے۔جب تک مدارس میں بھیڑ جمع کرنے اور تعداد بڑھانے کی یہ ہوڑ باقی رہے گی اور اس کے لیے اپنے معیار سے تمام سودے کئے جاتے رہیں گے تب تک علمی اور اخلاقی تنزلی کے ایسے ہی افسوس ناک مناظر آنکھوں کے سامنے آتے رہیں گے اور اہل علم ودانش کو اپنے گردوپیش میں ایسے ایسے تجربے ہوں گے کہ الامان الحفیظ!

اسی طرح یہ بات بھی بڑی اہم اور قابل توجہ ہے کہ طلبہ کے تعلیمی واخلاقی معیار پر گہری نگاہ اسی وقت رکھی جاسکتی ہے جب درجوں میں طلبہ کی تعداد ہمارے قابو میں ہو۔ایک ہزار اور دو ہزار طلبہ کے سامنے درسی تقریر تو بڑی شاندار ہوسکتی ہے لیکن ان کی تعلیمی سطح اور علمی لیاقت کا ذرہ برابر اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ ہی ان کی خاص اخلاقی ذہنی وفکری تربیت ہوسکتی ہے، یہاں تک کہ ان کو روزانہ درجہ کا پابند بنانا بھی بہت مشکل ہے، وہ طلبہ جو اساتذہ کرام کی نظروں سے دور بیٹھتے ہیں وہ دوران درس کتنے انہماک سے بات سن رہے ہیں اس کا اندازہ لگانا بھی آسان نہیں ہے۔

ہمارے اداروں کے پاس اسباب ووسائل کی کمی نہیں ہے۔ نہایت ذی استعداد اور تجربے کار اساتذہ کرام کی بڑی تعداد موجود ہے،اس کے باوجود اتنی بڑی تعداد کو ایک ساتھ درس دینے پر اصرار کی کیا وجہ ہے نہیں معلوم!

اوپر جو بھی مشورے عرض کیے گئے ان پر عمل اسی وقت ممکن ہے جب ہمارے ہر درجے پر پڑھانے والے تمام اساتذہ کی مکمل نگاہ ہو اور وہ پوری ذمہ داری سے ہر طالب علم کی لیاقت وصلاحیت کو دیکھ رہے ہوں۔

2: اسی طرح ہمارے وہ مرکزی ادارے جن سے دیگر ادارے الحاق حاصل کرتے ہیں یا جن کی سرپرستی اور رابطے کا اپنے ادارے کے لیے انتخاب کرتے ہیں،ان تمام مرکزی اداروں کو اپنے اصول وضوابط پر بڑا ٹھوس کام کرنا ہوگا۔اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہمارے مرکزی اداروں میں اب بھی بفضل اللہ معیار تعلیم بھی بہت بہتر ہے اور وہاں علمی، اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی قدریں بڑی مضبوط ہیں،لیکن طلبہ کی وہ بڑی تعداد جو ملحقہ اداروں یا رابطے میں شامل دیگر چھوٹے چھوٹے مدارس سے مرکزی اداروں میں اپنے تعلیمی سفر کے آخری چند سال گزارنے پہنچتی ہے وہ مرکزی اداروں کی ان خصوصیات سے کما حقہ اخذ و استفادہ نہیں کرتی، بلکہ مخصوص دائرہ میں وہ اُس مرکزی ادارے کی بھی اعلی اقدار کو اکثر و بیشتر نقصان پہنچا دیتی ہے۔اس صورت حال کو اگر ہمارے مرکزی اداروں نے محسوس نہ کیا اور صرف طلبہ کی تعداد میں اضافے کو ہی مقصود ومطلوب بنا لیا تو پھر بھول جائیے کہ ان اداروں سے ملت کی قیادت کرنے والے علماء سامنے آئیں گے، جو سامنے آئیں گے بھی وہ اپنے گھریلو یا خاندانی پس منظر کی وجہ سے آئیں گے، یا بعض خوش قسمت ہوں گے جو اپنی ذاتی محنت کی بنیاد پر آئیں گے۔اداروں سے اگر ایسے طلبہ سامنے لانے ہیں،تو بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ اِن پہلوؤں پر توجہ دینی ہوگی۔

اسی طرح ہمارے اداروں میں سنن ونوافل کے اہتمام، ذکر وتلاوت کی پابندی اور اہل اللہ کی صحبت کا بھی التزام ہونا چاہیے،اوراس کے لیے ماحول بھی فراہم کیا جانا چاہیے،اور طلبہ کو مختلف اوقات میں اس جانب بھی متوجہ کیا جاتا رہے۔فکر آخرت کے بغیر صلاح پیدا نہیں ہوسکتی۔آج ضرورت ہے ایسے علماء کی جو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

صالحیت اور صلاحیت دونوں میں نمایاں ہوں اور ''انی حفیظ علیم'' کی عملی تفسیر ہوں۔ تعلیم کتاب کے ساتھ اگر ''ربانیت'' نہ آئی اور علم کے ساتھ ''خشیت'' نہ آئی تو اخلاقی اور تہذیبی انحطاط تو بہت چھوٹی بات ہے، عقائد و عبادات کے بھی لالے پڑ جائیں گے۔

آج سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جن مرکزی اداروں میں سب سے پہلے اس جانب غور و فکر ہونا چاہیے وہاں جمود کا ایسا قفل چڑھا ہوا ہے کہ اس کو کھولنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ نصاب تعلیم کی بحث تو بہت بعد کی ہے، یہ وہ گزارشات ہیں جن کا تعلق اخلاقیات کے باب سے ہے اور جو صلاحیت و استعداد میں پختگی کے لیے عرض کی گئی ہیں۔ وہ ارباب حل و عقد جن کی ذرا سی توجہ سے ہزاروں مدارس میں خوش گوار تبدیلی کا آغاز ہوسکتا ہے وہ اس جانب متوجہ ہوتے نہیں ہیں، اور جن کے دائرے بڑے محدود ہیں اور جو نقار خانے میں طوطی کی مانند صدا لگاتے ہیں وہ کسی گنتی میں شمار نہیں ہوتے، وہ سب بس اپنا درد کسی مضمون میں ہی پیش کر سکتے ہیں یا ذمہ داران کی خدمت میں بصد احترام ارسال کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ کی ان کی حیثیت ہے اور نہ جسارت، اور سچی بات کہوں تو اس سے زیادہ کی ان پر ذمہ داری بھی نہیں، وہ اپنا کام اگر اخلاص کے ساتھ کر رہے ہیں تو وہ عنداللہ ماجور اور بری الذمہ ہیں

راقم سطور کو اس بات پر پختہ یقین ہے کہ موجودہ صورت حال جو اس وقت ہمارے اداروں کی بنی ہوئی ہے، اور جس طرح ہر ایک تھوک بھاؤ میں ''عالم'' و ''مفتی'' بنا جا رہا ہے اور صلاحیت و استعداد کا بالکل فقدان ہے، یہ صورت حال ہمیں ایک ایسے علمی، اخلاقی اور تہذیبی بحران کی طرف لے کر جائے گی جس میں سند یافتہ علماء و مفتیان کرام کی تعداد تو ہزاروں میں ہوگی مگر اُن میں دس فیصد بھی ایسے نہیں ہوں جو کسی علمی موضوع پر کسی قسم کی تحقیق کر سکیں، مراجع و مصادر سے براہ راست استفادہ کر سکیں اور ملت کی واقعی قیادت انجام دے سکیں۔ ان کی کل زندگی صرف اردو کتابوں سے چند جملے سنا دینے یا لکھ دینے میں گزر جائے گی اور وہ اپنی اسی علمی قلاشی اور مفلسی کے ساتھ ملت کو دھوکا دیتے رہیں گے اور وہی ہوگا جو حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ راسخین فی العلم تلاش کرنے پر بھی نہ ملیں گے اور کج فہموں کا دور دورہ ہوگا اور انھی کا راج ہوگا۔

آپ سب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اس مضمون کو تمام ذمہ داران مدارس اور اہل علم و دانش کی خدمت میں ضرور ارسال فرمائیں اور اس پر سنجیدہ غور و فکر کا آغاز فرمائیں۔

مدارس کی اتنی تعداد کے باوجود ابھی بہت کمی ہے

برصغیر میں دینی تعلیمی شعور اور دینی اداروں کی کثرت کے لحاظ سے سب سے ممتاز اضلاع مغربی یوپی کے مظفر نگر اور سہارنپور ہیں جن میں سولہ سو تیئس (۱۶۲۳) گاؤں میں مسلمانوں کی آبادی ۲۲/ فیصد سے زیادہ ہے، چوالیس شہروں اور قصبوں میں اور تیرہ سو بیس (۱۳۲۰) دیہاتوں میں کل چھ سو تیرہ مدرسے اور دینی تعلیم کے ساتھ پرائمری اسکول ہیں۔ ان تمام مدارس میں تقریباً (۹۷۰۰۰) ستانوے ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں، جن میں نو ہزار (۹۰۰۰) طلباء ان اضلاع سے باہر کے ہیں حالانکہ ان دو اضلاع میں (جو برصغیر میں دینی شعور اور تعلیم کے لحاظ سے ممتاز ہیں) تقریباً ساڑھے نو لاکھ ایسے بچے ہیں جو داخلہ لینے اور تعلیم حاصل کرنے کی عمر میں ہیں۔ اس طرح اس علاقہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد تقریباً ۹/ فیصد ہے۔ ضلع مظفر نگر اور سہارنپور میں ایک تحقیقی سروے کے مطابق ۴/ فیصدی مسلمان ناظرہ قرآن حکیم پڑھے ہوئے ہیں، علاقہ میں اس درجہ دینی مدارس کی کثرت کے باوجود ۹۱/ فیصد بچے دینی تعلیم سے محروم ہیں اور ۶۰/ فیصد بستیوں میں دینی تعلیم کا نظم بالکل نہیں ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کے دوسرے علاقوں میں دینی تعلیم کے مدارس اور مکاتب کے قیام کی کس قدر ضرورت ہے۔

[حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سُود انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ

مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے؛ لیکن شریعتِ اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ صرف جائز وحلال طریقہ سے ہی مال کمائے؛ کیوں کہ کل قیامت کے دن ہر شخص کو مال کے متعلق اللہ رب العزت کو جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا، یعنی وسائل کیا تھے اور کہاں خرچ کیا، یعنی مال سے متعلق حقوق العباد یا حقوق اللہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی۔

مال کے نعمت اور ضرورت ہونے کے باوجود، خالقِ کائنات اور تمام نبیوں کے سردار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو متعدد مرتبہ فتنہ، دھوکے کا سامان اور محض دنیاوی زینت کی چیز قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مال ودولت کے حصول کے لیے کوئی کوشش ہی نہ کریں؛ کیوں کہ حلال رزق کا طلب کرنا اور اس سے بچوں کی تربیت کرنا خود دین ہے؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کے خوف کے ساتھ زندگی گزاریں اور اخروی زندگی کی کامیابی کو ہر حال میں ترجیح دیں۔ کہیں کوئی معاملہ درپیش ہو تو اخروی زندگی کو داؤں پر لگانے کے بجائے فانی دنیاوی زندگی کے عارضی مقاصد کو نظر انداز کردیں، نیز شک وشبہ والے امور سے بچیں۔

اِن دنوں حصول مال کے لیے ایسی دوڑ شروع ہوگئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا بھی اہتمام نہیں کرتے کہ مال حلال وسائل سے آرہا ہے یا حرام وسائل سے؛ بلکہ کچھ لوگوں نے تو اَب حرام وسائل کو مختلف نام دے کر اپنے لیے جائز سمجھنا شروع کردیا ہے؛ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مشتبہ چیزوں سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفاء کرے، جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو؛ کیوں کہ اس سے بہتر آگ ہے۔ (ترمذی) نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حرام کھانے پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔ (مسلم)

ہمارے معاشرہ میں جو بڑے گناہ عام ہوتے جارہے ہیں، ان میں سے ایک بڑا خطرناک اور ہلاک کرنے والا گناہ سود ہے۔

سود کیا ہے؟

وزن کی جانے والی یا کسی پیمانے سے ناپے جانے والی ایک جنس کی چیزیں اور روپئے وغیرہ میں دو آدمیوں کا اس طرح معاملہ کرنا کہ ایک کو عوض کچھ زائد دینا پڑتا ہو ربا اور سود کہلاتا ہے جس کو انگریزی میں Interest یا Usury کہتے ہیں۔ جس وقت قرآنِ کریم نے سود کو حرام قرار دیا اس وقت عربوں میں سود کا لین دین متعارف اور مشہور تھا، اور اُس وقت سود اُسے کہا جاتا تھا کہ کسی شخص کو زیادہ رقم کے مطالبہ کے ساتھ قرض دیا جائے خواہ لینے والا اپنے ذاتی اخراجات کے لیے قرض لے رہا ہو، یا پھر تجارت کی غرض سے۔ نیز وہ Simple Interest ہو یا Compound Interest، یعنی صرف ایک مرتبہ کا سود ہو یا سود پر سود۔

مثلاً زید نے بکر کو ایک ماہ کے لیے ۱۰۰؍روپے بطور قرض اس شرط پر دیئے کہ وہ ۱۱۰؍روپئے واپس کرے، تو یہ سود ہے؛ البتہ قرض لینے والا اپنی خوشی سے قرض کی واپسی کے وقت اصل رقم سے کچھ زائد رقم دینا چاہے تو یہ جائز ہی نہیں؛ بلکہ ایسا کرنا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے؛ لیکن پہلے سے زائد رقم کی واپسی کا کوئی معاملہ طے نہ ہوا ہو۔ بینک میں جمع شدہ رقم پر پہلے سے متعین شرح پر بینک جو اضافی رقم دیتا ہے، وہ بھی سود ہے۔

سود کی حرمت

سود کی حرمت قرآن وحدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورہ البقرہ ۲۷۵) اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ (سورہ البقرہ ۲۷۶) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کا دوسروں پر جو کچھ بھی سود کا بقایا تھا، اس کو بھی لینے سے منع فرمادیا گیا: وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ (سورہ البقرہ ۲۷۸) یعنی سود کا بقایا بھی چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

سود لینے اور دینے والوں کے لیے اللہ کا اعلانِ جنگ

سود کو قرآنِ کریم میں اتنا بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لیے قرآن کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کیے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ. فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَاْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (سورہ البقرہ ۲۷۸-۲۷۹) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ!

سود کھانے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور یہ ایسی سخت وعید ہے جو کسی اور بڑے گناہ، مثلاً زنا کرنے، شراب پینے کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔

مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قیامت کے دن کی رسوائی وذلّت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سود کھانے والوں کے لیے کل قیامت کے دن جو رسوائی وذلت رکھی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کچھ اس طرح فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (سورہ البقرہ ۲۷۵) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنادیا ہو۔

سود کی بعض شکلوں کو جائز قرار دینے والوں کے لیے فرمانِ الٰہی ہے:

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (سورہ البقرہ ۲۷۵) یہ ذلت آمیز عذاب اس لیے ہوگا کہ انھوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع یعنی خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

سود سے توبہ نہ کرنے والے جہنم میں جائیں گے

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَھٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ، وَاَمْرُهٗ اِلَی اللّٰهِ، وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ، ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ (سورہ البقرہ ۲۷۵) لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے اور اس کی (باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ اور جس شخص

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

غرضیکہ سورہ بقرہ کی ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ہلاک کرنے والے گناہ سے سخت الفاظ کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ سود لینے اور دینے والے اگر توبہ نہیں کرتے ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجائیں، نیز فرمایا کہ سود لینے اور دینے والوں کو کل قیامت کے دن ذلیل ورسوا کیا جائے گا اور وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سود سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور سود لینے اور دینے والوں کے لیے سخت وعیدیں سنائی ہیں جن میں سے بعض احادیث ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

سود کے متعلق احادیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: (آج کے دن) جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا، اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ ہمارے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔ وہ سب کا سب ختم کردیا گیا ہے؛ چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سود کی حرمت سے قبل لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن میں اُن کا سود جو دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے وہ ختم کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں (جو انسانوں کو ہلاک کرنے والے ہیں)؟

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، (۴) سود کھانا، (۵) یتیم کے مال کو ہڑپنا، (۶) (کفار کے ساتھ جنگ کی صورت میں) میدان سے بھاگنا، (۷) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے، سودی حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ سود لینے اور دینے والے پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے الفاظ حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں موجود ہیں۔ (مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے:

پہلا شراب کا عادی، دوسرا سود کھانے والا، تیسرا ناحق یتیم کا مال اڑانے والا، چوتھا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (کتاب الکبائر للذہبی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سود کے ۷۰ سے زیادہ درجے ہیں اور ادنی درجہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرے۔ (رواہ حاکم، البیہقی، طبرانی، مالک)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک درہم سود کا کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ ہے۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر)

بینک سے قرض (Loan) بھی عین سود ہے

تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عصر حاضر میں بینک سے قرض لینے کا رائج طریقہ اور اس میں جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم حاصل کرنا یہ سب وہی سود ہے جس کو قرآن کریم میں سورہ بقرہ کی آیات میں منع کیا گیا ہے، جس کے ترک نہ کرنے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا اعلانِ جنگ ہے اور توبہ نہ کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن رسوائی وذلت ہے، اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ عصرِ حاضر کی پوری دنیا کے علماء پر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مشتمل اہم تنظیم مجمع الفقہ الاسلامی کی اس موضوع پر متعدد میٹنگیں ہوچکی ہیں؛ مگر ہر میٹنگ میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے، برصغیر کے جمہور علماء بھی اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ فقہ اکیڈمی، نیو دہلی کی متعدد کانفرنسوں میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ مصری علماء جو عموماً آزاد خیال سمجھے جاتے ہیں وہ بھی بینک سے موجودہ رائج نظام کے تحت قرض لینے اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے عدمِ جواز پر متفق ہیں۔ پوری دنیا میں کسی بھی مکتبِ فکر کے دارالافتاء نے بینک سے قرض لینے کے رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کو ذاتی استعمال میں لینے کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔

عصرِ حاضر میں ہم کیا کریں؟

(۱) اگر کوئی شخص بینک سے قرض لینے یا جمع شدہ رقم پر سود کے جائز ہونے کو کہے تو پوری دنیا کے علماء کے موقف کو سامنے رکھ کر اس سے بچیں۔

(۲) اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بینک سے قرض لینے اور بینک میں جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے حرام ہونے کا فیصلہ آپ سے دشمنی نکالنے کے لیے نہیں؛ بلکہ آپ کے حق میں کیا ہے؛ کیوں کہ قرآن وحدیث میں سود کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زناکاری کے لیے قرآنِ کریم میں وہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کیے ہیں۔

(۳) جس نبی کے امتی ہونے پر ہم فخر کرتے ہیں، اس نے سود لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، نیز شک وشبہ والی چیزوں سے بھی بچنے کی تعلیم دی ہے۔

(۴) بینک سے قرضہ لینے سے بالکل بچیں، دنیاوی ضرورتوں کو بینک سے قرضہ لیے بغیر پورا کریں، کچھ دشواریاں، پریشانیاں آئیں تو اس پر صبر کریں۔

(۵) اگر آپ کی رقم بینک میں جمع ہے تو اس پر جو سود مل رہا ہے، اس کو خود استعمال کیے بغیر عام رفاہی کاموں میں لگادیں یا ایسے غرباء ومساکین یا یتیم بچوں میں بانٹ دیں جو کمانے سے عاجز ہیں۔

(۶) اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہے، جہاں واقعی سود سے بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اپنی وسعت کے مطابق سودی نظام سے بچیں، ہمیشہ اس سے چھٹکارہ کی فکر رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔

(۷) سود کے مال سے نہ بچنے والوں سے درخواست ہے کہ سود کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اس لیے کم از کم سود کی رقم کو اپنے ذاتی مصارف میں استعمال نہ کریں؛ بلکہ اس سے حکومت کی جانب سے عائد کردہ انکم ٹیکس ادا کردیں؛ کیوں کہ ہمارے یہاں کے بعض مفتیانِ کرام نے سود کی رقم سے انکم ٹیکس ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۸) جو حضرات سود کی رقم استعمال کرچکے ہیں وہ پہلی فرصت میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور آئندہ سود کی رقم کا ایک پیسہ بھی نہ کھانے کا عزمِ مصمم کریں اور سود کی مابقیہ رقم کو فلاحی کاموں میں لگادیں۔

(۹) اگر کسی کمپنی میں صرف اور صرف سود پر قرضہ دینے کا کاروبار ہے، کوئی دوسرا کام نہیں ہے تو ایسی کمپنی میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی بینک میں سود پر قرضہ کے علاوہ جائز کام بھی ہوتے ہیں، مثلاً بینک میں رقم جمع کرنا وغیرہ تو ایسے بینک میں ملازمت کرنا حرام نہیں ہے، البتہ بچنا چاہیے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص سونے کے پرانے زیورات بیچ کر سونے کے نئے زیورات خریدنا چاہتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ دونوں کی الگ الگ قیمت لگواکر اس پر قبضہ کرے اور قبضہ کرائے، نئے سونے کے بدلے پرانے سونے اور فرق کو دینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایک اہم نکتہ

دنیا کی بڑی بڑی اقتصادی شخصیات کے مطابق موجودہ سودی نظام سے صرف اور صرف سرمایہ کاروں کو ہی فائدہ پہنچتا ہے، نیز اس میں بے شمار خرابیاں ہیں جس کی وجہ سے پوری دنیا اب اسلامی نظام کی طرف مائل ہورہی ہے۔

نوٹ

بعض مادہ پرست لوگ سود کے جواز کے لیے دلیل دیتے ہیں کہ قرآن میں وارد سود کی حرمت کا تعلق ذاتی ضرورت کے لیے قرض لینے سے ہے؛ لیکن تجارت کی غرض سے سود پر قرض لیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح بعض مادہ پرست لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں جو سود کی حرمت ہے اس سے مراد سود پر سود ہے؛ لیکن Single سود قرآن کے اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن میں کسی شرط کو ذکر کیے بغیر سود کی حرمت کا اعلان کیا گیا ہے تو قرآن کے اس عموم کو مختص کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی واضح دلیل درکار ہے، جو قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی۔ اسی لیے خیر القرون سے آج تک کسی بھی مشہور مفسر نے سود کی حرمت والی آیت کی تفسیر اس طرح نہیں کی۔

نیز قرآن میں سود کی حرمت کے اعلان کے وقت ذاتی اور تجارتی دونوں غرض سے سود لیا جاتا تھا، اسی طرح ایک مرتبہ کا سود یا سود پر سود دونوں رائج تھے، ۱۴۰۰ر سال سے مفسرین ومحدثین وعلماء کرام نے دلائل کے ساتھ اسی بات کو تحریر فرمایا ہے۔

یہ معاملہ ایسا ہی ہے، جیسے کوئی کہے کہ قرآنِ کریم میں شراب پینے کی حرمت اس لیے ہے کہ اُس زمانہ میں شراب گندی جگہوں میں بنائی جاتی تھی، آج صفائی ستھرائی کے ساتھ شراب بنائی جاتی ہے، حسین بوتلوں میں اور خوبصورت ہوٹلوں میں ملتی ہے، لہٰذا یہ حرام نہیں ہے۔

ایسے دنیا پرست لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے!

غــزل

........☆.........

بوئے غم جب ان شبستانوں سے ہوکر جائے گی
سونے والوں کے لہو میں بجلیوں بھر جائے گی

تم نے کیا سمجھا ستم سے زندگی مرجائے گی
یہ لہو کی بوند ہم کو معتبر کرجائے گی

موت پہرہ دے رہی ہے ہر درودیوار پر
زندگی کی راہ جس کوچے سے ہوکر جائے گی

ذہن کی پستی سے رفعت کا تصور بھی گیا
اور اب رسوائی دامن سے لپٹ کر جائے گی

ہاں ہمیں تھے قافلہ سالار اے گردِ سفر
راہ بھولے ہیں تو کیا پہچان بھی مرجائے گی

ہیں تھکے ماندہ،شکستہ دل مگر بد دل نہیں!
جب نظر اٹھے گی ،منظر تا بہ منظر جائے گی

پھر چراغ جاں جلے گا آندھیوں کے درمیاں
پھر فصیل آسماں تک روشنی بھرجائے گی

جناب ڈاکٹر جمیلؔ مانوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

سعد ادریس ولی اللهی

مدرسہ معہد الامین لدھیانہ کے مہتمم مولانا ساجد کا انتقال

۲۳ رنومبر کی رات کو تہجد کے وقت مولانا محمد ساجد مفتاحی کا ان کے ادارہ میں لدھیانہ میں انتقال ہوگیا، وہ پچھلے کئی دنوں سے بیمار تھے، مولانا محمد ساجد صاحب لدھیانہ میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کے قائم کردہ ادارہ معہد الامین گلابی باغ کے مہتمم تھے، اور تقریبا پچیس سالوں سے یہ ذمہ داری انجام دے رہے تھے، ان کے دور اہتمام نے اس ادارہ نے ہر لحاظ سے ترقی کی، اور وہ پنجاب کے ممتاز مدارس میں شمار ہوتا ہے، اسی کے ساتھ انھوں نے بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی کام کیا، اور صوبہ پنجاب کے لحاظ سے خاصا بڑا تعلیمی ادارہ قائم کیا، ان کے ادارہ سے فیض پانے والی طالبات صوبہ اور بیرون صوبہ ہر جگہ پائی جاتی ہیں اور ان کا دینی علمی فیضان عام ہے۔ مولانا ساجد صاحب کا وطنی تعلق گاؤں ہرسولی ضلع مظفر نگر سے تھا، اور انھوں نے مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں نور اللہ مرقدہ کے مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد ضلع شاملی سے تعلیمی فراغت حاصل کی تھی۔ مولانا ساجد صاحب کو حضرت داعی اسلام سے عشق کی حد تک تعلق تھا، اور وہ ان کو تقریبا ہر سال ادارہ کے سالانہ جلسے کے لئے مدعو کرتے تھے، ادھر کچھ دنوں سے مولانا کی طبیعت ناساز تھی، بالآخر ۲۳: نومبر کو اس دردمند شخصیت نے جان، جان آفریں کے سپرد کردی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور ایک فرزند مفتی طاہر سہیل یادگار ہیں۔ پھلت اور اس سے تعلق رکھنے تمام اداروں میں مولانا مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔

مہلکا ضلع میرٹھ میں تعلیمی بیداری اجلاس

۱۷ رنومبر کو جمعہ کے دن مغرب کی نماز کے بعد ہمارے علاقہ کی ایک مشہور بستی مہلکا میں تعلیمی بیداری کے نام سے ایک اہم اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں قاری محمد معروف اور ڈاکٹر محمد ناظم نے خاص طور پر شرکت کی، اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ماہنامہ ارمغان کے مدیر مولانا وصی سلیمان ندوی نے موجودہ حالات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ان حالات کو بدلنے کے لئے اگر ہمارے پاس کوئی راہ عمل نہیں ہے، تب بھی ہمارے پاس ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ ہم ان حالات کا مقابلہ کرسکتے ہیں، اور وہ ہتھیار دعا ہے، دعا مومن کا ایسا ہتھیار ہے جس سے تمام بلائیں اور مصیبتیں دور کی جاسکتی ہیں، ویسے بھی ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، اس لئے گناہوں سے توبہ کرکے دعا کے ہتھیار کو استعمال کر کے ہم موجودہ حالات میں سرخ رو ہوسکتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اس جلسہ کے منتظمین نے اچھا کیا کہ آج کے پروگرام کے لئے تعلیم کے موضوع کا انتخاب کیا، اس لئے کہ تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جو ہر برائی کو ختم کرسکتا ہے، اور اسی سے ہر بند قفل کو کھولا جاسکتا ہے، انھوں نے بتایا کہ تعلیم وتعلم کی روایت اسلام میں بڑی پختہ ہے، اور ہر دور میں مسلمانوں نے اس سے ہر میدان میں ترقی حاصل کی ہے۔ اس قبل مولانا قمر الدین صاحب نے پروگرام کو خطاب کیا اور تعلیم وتربیت کے بارے اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا، مولانا حیدر اغوانی ندوی نے ایک خوب صورت نعت سے جلسہ کی رونق بڑھائی۔ مولانا تنویر اور حافظ شہباز صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، پروگرام کو کامیاب بنانے میں بھائی سلیم رضوی، ماسٹر محمد یوسف، اور حافظ محمود صاحب امام مسجد باڑہ والی کا خاص رول رہا۔ صدر محترم کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: اگر کوئی فجر عصر اور مغرب میں قضا نماز کی نیت سے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو کیا اس طرح نماز ادا ہو جائے گی؟

ج: امام کی اقتدا میں نماز درست ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ امام اور مقتدی کی فرض نماز ایک ہی ہو، جدا جدا نہ ہو، اگر امام اور مقتدی کے فرض الگ الگ ہوں گے تو نماز درست نہیں ہوگی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر کوئی شخص فجر، عصر اور مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ قضا کی نیت سے شامل ہو جائے تو یہ اقتدا درست نہیں ہوگی۔ ''نورالایضاح''میں ہے:

"وأن لا یکون الإمام مصلیاً فرضاً غیر فرضه". (ص ۸۱/)

"(و) لا (مفترض بمتنفل وبمفترض فرضاً آخر) (درمختار)

"قوله: وبمفترض فرضاً آخر سواء تغایر الفرضان اسماً أصفةً کمصلی ظهر الأمس بمصلی ظهر الیوم".

(درمختار مع الشامی ص ۲۴۵ ج ا باب الامامة) فقط واللہ اعلم

س: ایک شخص نے غصہ میں کہا ہے کہ قرآن کی قسم میں آپ سے بات نہیں کروں گا پھر بات بھی کر لی تو کیا اس پر کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ اگر کرنا ہوگا تو کتنا؟

ج: قرآن کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر قسم توڑ دی ہے (اور اس طرح کی قسموں کو توڑ ہی دینا چاہئے) تو اس کو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے، یا دس مسکینوں کو کپڑا دیا جائے، اگر ان میں سے کسی پر قادر نہیں ہے تو تین روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے۔: ولا یخفی أن الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً (درمختار مع الشامی: ۴۸۴/۵، ط: زکریا دیوبند)

س: بچی کا نام عنایہ"۔"انایہ" رکھنا چاہتے ہیں ان دونوں ناموں میں سے کون سا نام رکھنا ٹھیک رہے گا؟

ج: "عنایہ" عربی زبان کا لفظ ہے، اور عربی لغت میں سے یہ لفظ ''ع'' کے ساتھ "عنایہ" ہی ملتا ہے، ''الف'' کے ساتھ 'انایہ' لغت میں نہیں ملا، "عنایہ" کے متعدد معانی آتے ہیں، جیسے: لطف وکرم، مہربانی، توجہ، التفات، تحفہ اور عطیہ۔ اس لیے مذکورہ دونوں ناموں میں سے "عنایہ" نام رکھنا ہی بہتر ہے، جبکہ بہتر شکل یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات وصحابیات رضی اللہ عنہن کے ناموں میں سے کوئی نام رکھنا زیادہ بہتر رہتا ہے۔

س: کیا زید اپنے سوتیلے بیٹے کی بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے جبکہ بیٹوں کی طرح اس کے شوہر کو زید نے پالا پوسا تھا۔

ج: سوتیلے بیٹے سے آپ کی مراد اگر آپ کی بیوی کا وہ بیٹا ہے جو اس کے پہلے شوہر سے ہو، تو اس کی بیوی زید کے محارم میں سے نہیں؛ لہٰذا اس سے (بیٹے کے طلاق دینے یا فوت ہونے کے بعد اس کی عدت گزار کر) نکاح جائز ہے، بشرطیکہ حرمت کا کوئی اور رشتہ نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم

س: باتھ روم میں جانے کے بعد استنجا یا پاکی کرنے کے دوران جوتوں پر بھی چھینٹے پڑ جاتے ہیں، ان کو صاف کیے بغیر ہی پالش کر دیا جاتا ہے، کیا اس طرح کرنے سے جوتا اور برش دونوں ناپاک ہو جائیں گے؟ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ یقین ہو کہ جوتوں پر پڑنے والی چھینٹیں پیشاب کے قطرے نہیں ہیں اور نہ ہی اس پانی کی چھینٹیں ہیں جو استنجاء کرتے وقت ناپاکی کے ساتھ مل کر سے گر رہے ہیں تو شک نہ کریں، جوتے اور برش پاک ہیں۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق-(1 /108):

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

''کافروں پرٹوٹ پڑو'' کا مطلب؟

سورت کے مضافات کا سفر تھا، علاقے کے بڑے مدارس میں حاضری اور اپنا سبق سنانے کا پروگرام تھا، ایک مشہور مرکزی ادارہ میں ایک نشست علمائے کرام کے لئے رکھی گئی، بڑی تعداد میں علاقہ کے علماء اور اساتذہ تشریف لائے ،اس حقیر نے قرآن و حدیث کے حوالے سے اپنی گذارشات کی ابتدا، پوری دنیا کے انسانوں سے ہمارے قریب ترین رشتوں کو یاد دلانے سے کی، کہ پوری دنیا کے رہنے والے انسان خواہ کسی مذہب کے ہوں کسی زبان کو بولنے والے ہوں یا کسی ملک، شہر یا قریہ کے رہنے والے ہوں، ان سے ہمارے تین قریب ترین رشتے ہیں، ایک ماں باپ کی اولاد، ایک رب کے بندے، **ان ابا کم واحد، وان ربکم واحد**، اور ایک نبی ﷺ کے امتی: **قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا**، قرآن و حدیث کے فرمان کے مطابق خونی رشتہ کے ایک ماں باپ کی اولاد حقیقی بھائی، ایک رب کے بندے اور ایک رسول کے امتی کو ابھی تک ہم صرف غیر قوم کہتے ہی نہیں سمجھتے بھی ہیں اور یہ غیریت ہی برادران وطن کے دعوتی حق سے غفلت کا اصل سبب ہے، جب کہ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ ان خونی رشتے کے بھائی بہنوں، ہمارے رب کے بندوں، اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے امتیوں میں جو انسان بھی ایمان سے محروم دنیا سے رخصت ہوگا، ہمیشہ ہمیش کی دوزخ کا ایندھن بنے گا۔اس عنوان سے اس حقیر نے بات کی اور کچھ دعوتی تجربات اور کارگذاری بھی سنائی، پروگرام کے بعد واپسی سورت ہونی تھی، اس ادارہ کے جواں سال، صاحب علم ونظر عالم دین جو ادارہ کے شیخ الحدیث بھی تھے، اور پورے علاقہ میں شیخ صاحب کے لقب سے مشہور تھے، ازراہ شفقت وقدردانی سورت تک گاڑی میں ہم سفر ہوگئے، کچھ دور چل کر وہ فرمانے لگے کہ آپ نے جو باتیں فرمائیں یقیناً وہ بڑی چشم کشا، عقل کشا، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر دل کشا تھیں، مگر پھر قرآن حکیم میں جا بجا جو کافروں سے دوستی نہ کرنے، اور ان کے ساتھ سخت رویہ رکھنے کا حکم ہے، اس کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟ صاف صاف حکم ہے: **یاایھا الذین آمنوا جاھدا الکفار والمنافقین واغلظ علیھم**، اس حقیر نے عرض کیا، بصد معذرت عرض ہے کہ جنگ وحرب کے مسائل اور احکام کو تمام زندگی کے حالات پر اطلاق نہیں کر سکتے، جنگ میں تو یہ ہی حکم ہوگا کہ بہادری سے لڑو، دشمنوں پر ٹوٹ پڑو، وہاں یہ حکم تو بالکل مضحکہ خیز ہوگا کہ مخالف فوجیوں اور لڑاکوں کو پیار کرو ان کو گلے لگاؤ۔کیا آپ نے سورہ ممتحنہ نہیں پڑھی، اور پڑھائی ہے کیا؟ قرآن مجید نے صاف اور واضح طور پر دو حصوں میں کفار و مشرکین کو تقسیم کر کے واضح احکام نازل فرمائے ہیں: **لاینھا کم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین، ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم** اللہ تم کو اس سے منع نہیں کرتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کیا اور تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔کفار ومشرکین سے ہمدردی خیر خواہی اور انصاف کرنے ، یعنی ان کا حق پہنچانے میں ان کا دعوتی حق بھی خاص طور پر شامل ہے۔

آگے دوسرے طبقہ کا ذکر ہے: **انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم**۔وہ تمہیں روکتا ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے، اور تمہارے گھروں سے نکالا ہے، اور تمہارے اخراج میں مدد کی ہے۔ اس حقیر نے عرض کیا کہ پوری دنیا کے چھ ارب غیر ایمان والوں میں دین کے لئے مقاتلہ اور جنگ کرنے والے، اور گھروں سے مسلمانوں کو نکالنے والے بالکل نہ کے برابر ہیں، پھر ہم جنگ کے حالات کو عام زندگی پر کس طرح محمول کر سکتے ہیں؟ شیخ صاحب سر پیٹنے لگے کہ ہم قرآن کس طرح پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، اتنا صاف اور واضح فرق ہمیں نظر نہیں آیا، مسلسل صدیوں سے دعوتی فریضہ سے مجرمانہ غفلت کے ماحول میں رہ کر ہمیں پورے قرآن مجید کے اکثر حصہ میں اپنے خونی رشتہ کے بھائیوں، رب کے بندوں اور نبی کے امتیوں تک دعوت پہنچانے اور اس کے احکام کا وہ حصہ جو قرآن کے نوے فیصد آیات میں ہے، نظر نہیں آتا ہے، گنتی کی چند آیات ہیں جہاں حالت جنگ میں دشمنوں کے ساتھ بہادری سے لڑنے کے احکام ہیں، ہمیں بس وہی نظر آتے ہیں، کاش ہم قرآن مجید کی ہر آیت اور حکم پر نزول قرآن کے ماحول اور اس کے اولین مخاطبین کے انداز میں غور کرتے!

مولانا محمّد کلیم صدیقی